مکاتیبِ رحیمیہ

مکتوبات

حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ

سابق مفتیِ اعظم گجرات و صاحبِ فتاویٰ رحیمیہ

بہ نام

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و سابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

تالیف، ترتیب، تحشیہ

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ

صدر و مفتی الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

ناشر

دار الحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات

تفصیلات

کتاب کا نام.......................**مکاتیبِ رحیمیه**

مکتوبات.............. حضرت اقدس مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ

بہ نام............... حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

تالیف، ترتیب، تحشیہ.......... مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ [الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن]

کمپوزنگ وسیٹنگ.....................الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

صفحات.................................ایک سو ساٹھ (160)

اشاعت...................................اکتوبر 2024ء

ناشر.............. دار الحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات، ہند

کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

دار الحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت +91-7096176961

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی +91-9022278319

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل +91-9913319190

مولانا جنید کاپڑیا، سورت +91-9537860749

مولانا انس شیرپوری، جمبوسر +91-9601114202

فہرست

	کلماتِ عالیہ	
❑	حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم	9
❑	مقدّمہ: مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ	11
❑	**باب [۱]: حالات**	19
❑	﴿تعارف اور مختصر حالات﴾	21
❑	﴿سلسلۂ نسب﴾	22
❑	﴿امتیازی شان﴾	23
❑	﴿پیدائش﴾	23
❑	﴿تعلیم کی ابتدا اور حفظِ قرآن﴾	23
❑	﴿فارسی کی تعلیم﴾	24
❑	﴿منصبِ امامت﴾	24
❑	﴿صلاحیتِ افتا﴾	24
❑	﴿خیر ختام﴾	24

❑	باب [۲]: تقریظات	29
❑	تقریظ: حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ	31
❑	تحریر: سندی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم	33
❑	باب [۳]: مکتوبات	45
۱	﴿داخلے کی اطلاع نے مزید مسرت پیدا کی﴾	47
۲	﴿حق تعالیٰ اپنے مقاصد میں کامیاب کرے﴾	48
۳	﴿دارالافتا میں داخلہ ہوگیا، بے حد خوشی ہوئی﴾	49
۴	﴿آپ کی یاد ہمیشہ رہتی ہے﴾	50
۵	﴿آپ لوگوں کی عنایات کی وجہ سے کام میں قوت﴾	52
۶	﴿والدِ بزرگ وار کی رحلت پر تعزیت﴾	53
۷	﴿آپ ناظمِ شریعت، گجرات نامزد ہو چکے ہیں﴾	57
۸	﴿ان میں سب سے پہلے آپ کا نام تھا﴾	58
۹	﴿اس کے لیے موزوں شخصیت آپ کے نزدیک کون ہے؟﴾	59
۱۰	﴿ہم سب آپ کے جواب پر دستخط کر دیں گے﴾	63
۱۱	﴿آپ کو یہ منصب محکمۂ شرعیہ کے ناظمِ اعلیٰ کا سپرد کیا جاتا ہے﴾	65

۱۲	﴿آپ لاجپور رہوتے ہوئے راندیر بہ آسانی آسکتے ہیں﴾	66
۱۳	﴿مجلسِ تحفظِ اسلام کے بھی آپ ناظم ہیں﴾	67
۱۴	﴿چاند ہوا ہو تو گواہوں کو بھیجیے﴾	69
۱۵	﴿اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیات عطا فرمائیں﴾	69
۱۶	﴿دعا کیجیے احقر بھی دعا کرتا ہے﴾	70
۱۷	﴿مقامی ذمّے داران کے سامنے حلفیہ بیان دیا﴾	71
۱۸	﴿آپ کی مرضی اور صواب دید پر ہے﴾	72
۱۹	﴿تیسواں چاند لوگ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے﴾	73
۲۰	﴿بار بار مشورے کی ضرورت پیش آتی ہے﴾	74
۲۱	﴿اگر یہ جماعت صحیح ہے تو کوئی اندیشہ نہیں﴾	75
۲۲	﴿آپ غور کریں اور کوئی لائحۂ عمل تیار کریں﴾	77
۲۳	﴿آپ جیسے ذی استعداد حضرات قریب ہوں تو﴾	78
۲۴	﴿اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟﴾	79
۲۵	﴿اپنا حال تحریر کروا دیں، حضرت فکرمند ہیں﴾	81
۲۶	﴿آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں﴾	83

۲۷	﴿آپ سے ماشاء اللہ خوب فیض پہنچ رہا ہے﴾	84
۲۸	﴿تشریف لے آئیں تو رو بہ رو بات چیت ہو جائے﴾	86
۲۹	﴿یہ وصف مرحوم کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا﴾	87
۳۰	﴿آپ کی صواب دید پر موقوف ہے﴾	89
۳۱	﴿اللہ پاک آپ کی خانقاہ کو قبول فرمائے﴾	90
۳۲	﴿آپ نے خطبۂ استقبالیہ تیار فرما لیا ہوگا﴾	92
۳۳	﴿پیغام: حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوریؒ﴾	93
۳۴	﴿ان دونوں صاحبان کو تخلیے کا موقع عنایت فرما دیں﴾	95
۳۵	﴿اس سلسلے میں مجھے آپ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا﴾	96
❑	**باب[۴]: خطبات**	99
❑	**خطبہ:** ﴿جماعت و اجتماعیت: ضرورت و اہمیت﴾	101
❑	**خطبہ:** ﴿علما کا اتفاق و اتحاد: کیا؟ کیوں؟ کیسے؟﴾	119
❑	**ضمیمہ:** ﴿امام و مؤذن اور متولّی: اوصاف اور ذمّے داریاں﴾	127
❑	﴿امامت کی تنخواہ اور اس کا معیار﴾	129
❑	﴿معقول مشاہرے کے لیے ائمۂ مساجد کا تنظیم بنانا﴾	129

❑	﴿مؤذن کے اوصاف / متولّی کے اوصاف / مساجد کا صحیح نظام﴾	129
❑	**تجویز: مسلم پرسنل لا بورڈ**	150
❑	﴿ائمۂ مساجد کے لیے سرکاری تنخواہوں کا مسئلہ﴾	150

❑❖❑

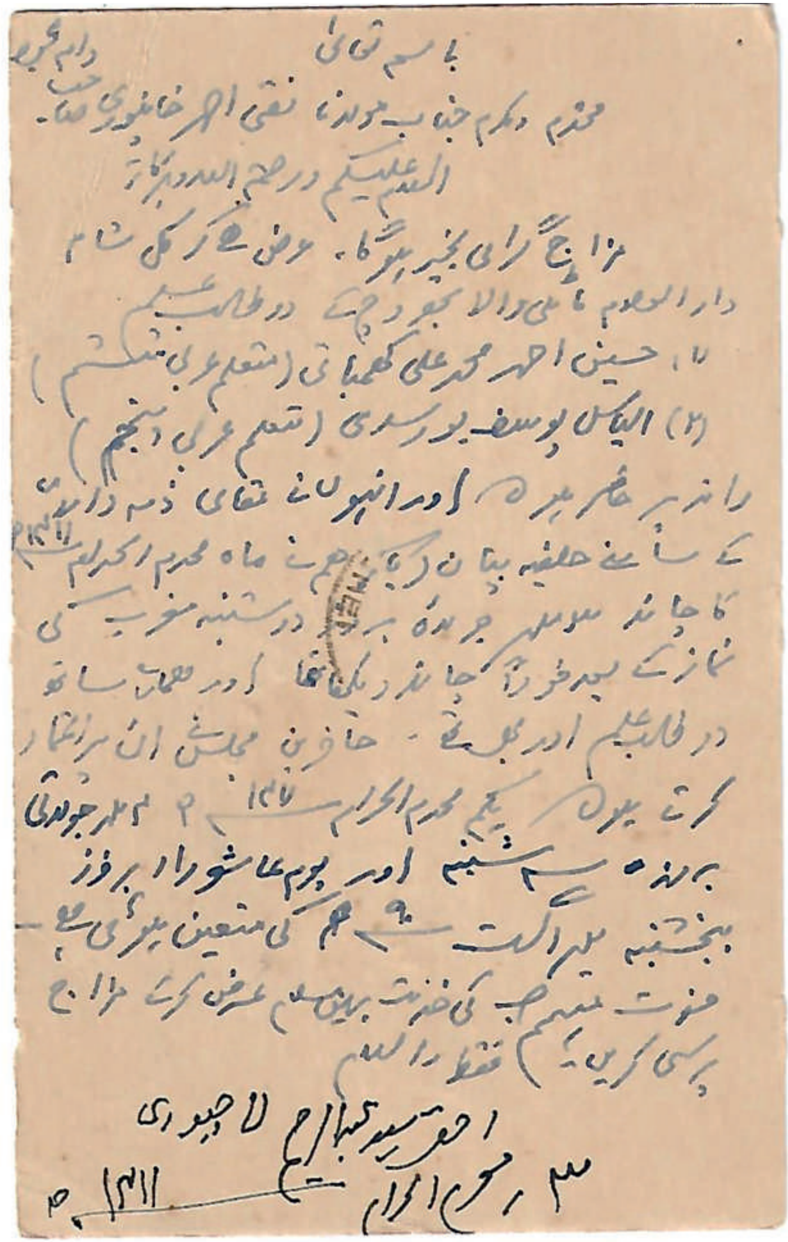
باسمہٖ تعالیٰ
دام مجدکم
محترم ومکرم جناب مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ عرض ہے کہ کل شام
دارالعلوم [illegible] دو طالب علم
(۱) حسین احمد محمد علی کھمباتی (متعلم عربی ہشتم)
(۲) الیاس یوسف پورسدی (متعلم عربی پنجم)
راقم پر حاضر ہوئے اور انہوں نے ہماری ذمہ داری
کے سامنے حلفیہ بیان دیا کہ ماہ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
کا چاند [illegible] بروز دوشنبہ مغرب کی
نماز کے بعد فوراً چاند دیکھا تھا اور ہم ساتھ
دو طالب علم اور بھی تھے۔ حاضرین مجلس اس پر اعتماد
کرتے ہوئے یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۲۴ جولائی
بروز سہ شنبہ اور یوم عاشورا بروز
پنجشنبہ ۲ اگست ۹۰ء کی متعین ہوئی ہے
حضرت مہتمم صاحب کی خدمت بابرکت میں عرض کریں مزاج
پرسی کریں گے فقط والسلام
احقر سید عبدالرحیم لاجپوری
۳ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

ایک مکتوب کا عکس ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔ [دیکھیے مکتوب نمبر: ۱۷]

کلماتِ عالیہ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد:

'فتاویٰ رحیمیہ' برِ صغیر کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ کے علمی افادات کا مجموعہ ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ کا نام سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

بندہ جس وقت دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت میں زیرِ تعلیم تھا اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ سے خادمانہ تعلق قایم ہوا۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے دوران میں بھی یہ سلسلہ مکاتبت کی صورت میں جاری رہا۔ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل میں تقرر کے بعد ایک عرصے تک ہر جمعے کو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا اور حضرت کی وفات تک استفادے کی کوشش کرتا رہا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نہایت شفقت ومحبت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور درجات بلند فرمائے، آمین ثم آمین۔

بندے کے نام حضرت مفتی صاحب کے سوسوا سو کے قریب خطوط موجود ہیں۔عزیزم مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ (صدر ومفتی الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن) وہ تمام خطوط لے گئے تھے۔ انھوں نے بڑی محبت ولگن سے ان کا مطالعہ کیا، پھر افادۂ عام کی غرض سے چند خطوط منتخب کیے، عنوانات قایم کیے اور ضروری حواشی رقم کیے، مجھ سے بھی بہت سی معلومات حاصل کرتے رہے اور یہ خوب صورت مرقع تیار کردیا۔انھوں نے خطوط کے علاوہ بھی بعض دیگر چیزیں کتاب میں شامل کردی ہیں، جو قابلِ مطالعہ ہیں۔

اس سے قبل وہ حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری نور اللہ مرقدہ کے خطوط 'مکاتیبِ سعید' کے نام سے شایع کرچکے ہیں، گویا وہ بزرگوں کی یادکو تازہ کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ان کے حوصلے اوردل چسپی کو دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔اللہ تعالیٰ انھیں اپنے دین کی بیش از بیش مقبول خدمات کے لیے قبول فرمائے اور تمام شرور وفتن سے محفوظ رکھے، آمین یامجیب الداعین۔

'مکاتیبِ رحیمیہ' میں موجود خطوط کے ذریعے حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت کے کئی گوشے سامنے آتے ہیں اور دین وشریعت کی حفاظت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے، اس لیے توقع ہے کہ قارئین ان سے استفادہ کریں گے۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کوحضرت کے لیے، میرے لیے، مؤلف ومرتب کے لیے اورناشر وقارئین سب کے لیے سرخ روئی کا ذریعہ بنائے، آمین یارب العالمین۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۱۴؍ربیع الاول، ۱۴۴۶ھ = ۱۸؍ستمبر، ۲۰۲۴ء

مقدّمہ

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، أما بعد:

استاذی و مربی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے ابتداے عمر سے اکابرِ امت، اساطینِ علم، اصحابِ فضل وکمال سے استفادے کا مثالی ذوق عنایت فرمایا تھا۔ جس عمر میں لڑکے اضاعتِ وقت کو کمال سمجھتے ہیں آپ بہ رضا و رغبت بزرگوں کی صحبت اٹھانے اور ان کی خدمت میں حاضری دینے کے عادی تھے۔ اِنھی بزرگوں میں مفتیِ اعظم گجرات حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نوراللہ مرقدہ بھی ہیں۔

حضرت خانپوری نے حضرت لاجپوریؒ سے خوب استفادہ کیا اور ان کی عنایتوں، شفقتوں، محبتوں اور دعاؤں سے دامن بھرتے رہے اور یہ سلسلہ اپنے زمانۂ طالبِ علمی سے اُن کی وفات تک جاری رکھا۔ اس تعلق کا آغاز اس وقت ہوا جب آپ دارالعلوم اشرفیہ، سورت میں زیرِ تعلیم تھے، پھر دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران میں بھی خط و کتابت جاری رہی۔ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل میں استاذ مقرر ہو جانے کے بعد ایک عرصے تک آپ ہر جمعے کو خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ مصروفیات بڑھتی رہیں لیکن رابطہ برابر قایم رہا، بالمشافہ ملاقات نہ ہو پاتی تو مکاتبت جاری رہتی۔ اس زمانے کے بہت سے خطوط آپ کے پاس محفوظ ہیں۔

حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ کو آپ کے علم و فضل پر بڑا اعتماد تھا۔ فتاویٰ رحیمیہ کی آخری جلدیں آپ کی نظرِ ثانی کے بعد شایع کی گئی ہیں۔ ان میں بعض فتاویٰ کا گجراتی سے اردو ترجمہ مفتی عبدالقیوم راجکوٹی مدظلہ نے کیا تھا، وہ تمام مترجَم فتاویٰ بھی آپ کی تنقیح و ترمیم کے بعد شاملِ کتاب کیے گئے ہیں۔ فتاویٰ رحیمیہ کی آٹھویں جلد میں حضرت لاجپوریؒ رقم طراز ہیں:

> میرے عزیز مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم (مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) کا بہت ہی ممنون و مشکور ہوں، اس جلد کی تیاری میں ان کا بڑا حصہ ہے، مولوی رشید احمد ابن جناب اسماعیل (عرف بھائی میاں) لاجپوری دام مجدہ و حبہ (متعلم دارالافتا جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل) جو فتاویٰ رحیمیہ کے بڑے قدر داں ہیں، درمیانِ مطالعہ انھوں نے احساس کیا کہ فتاویٰ رحیمیہ گجراتی میں ایسے بہت سے فتاویٰ ہیں جو اردو میں شایع نہیں ہوئے ہیں، ایسے فتاویٰ کی انھوں نے فہرست مرتب کی، ان فتاویٰ کے اردو میں ترجمے کی خدمت مفتی عبدالقیوم صاحب دام مجدہ، رفیق دار الافتا، جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل نے مفتی احمد خانپوری صاحب کی زیرِ نگرانی انجام دی، وہ فتاویٰ

شاملِ اشاعت ہیں، مفتی احمد صاحب نے تمام فتاوی کا ترجمہ، اسی طرح پوری جلد کا مسودہ بہ نظرِ غائر ملاحظہ فرمایا۔[تشکر و امتنان، فتاویٰ رحیمیہ :8/18، نیز دیکھیے:9/16]

فتاویٰ رحیمیہ کی دسویں جلد میں حضرت لاجپوریؒ نے حضرت خانپوری کی توثیق وتعریف کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

عزیزم مفتی احمد خانپوری دام مجدہ ماشاء اللہ نو جوان، صالح اور جید عالم وفاضل ہیں، احقر کی انھوں نے بہت خدمت کی ہے، ان کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے، ماشاء اللہ اس وقت عظیم دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بخاری شریف جلد ثانی کا کامیاب درس دے رہے ہیں اور صدر مفتی بھی ہیں، فقیہ العصر حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے معتمدِ خاص اور خلیفہ بھی ہیں۔ احقر سے زمانۂ طالبِ علمی سے تعلق رہا ہے، روزانہ میرے پاس تشریف لاتے تھے، آج ماشاء اللہ ٹھوس دینی خدمت کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا فرمائی ہے بہت مصروف رہتے ہیں، مگر بڑے ذوق وشوق سے اس جلد کا مسودہ بہ نظرِ غائر ملاحظہ فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا

فرمائے اور علم وعمل میں برکت عطا فرمائے، آمین۔[تشکر و
امتنان فتاوی رحیمیہ: 10/19]

۱۴۱۶ھ میں دورِ حاضر کے معروف کھیلوں کرکٹ، فٹ بال، ٹینس وغیرہ کے بارے میں حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے ایک مفصل ومدلل فتویٰ تحریر فرمایا تھا، وہ ماہنامہ 'النور' جون ۱۹۹۶ء میں شایع ہوا تھا، اب 'محمود الفتاویٰ' میں بھی شامل ہے، اس پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت لاجپوریؒ نے درجِ ذیل الفاظ میں تصدیق فرمائی تھی:

الجواب صحیح: ماشاء اللہ بہت عمدہ اور قابلِ عمل جواب ہے، اس کی خوب اشاعت کی جائے، احقر کا بھی اس کے متعلق ایک جواب فتاویٰ رحیمیہ، جلد ہفتم، ص: ۲۷۵ تا ۲۸۰ پر موجود ہے، مناسب معلوم ہو تو اسے بھی شامل فرمالیں۔

واللہ أعلم بالصواب

احقر الانام سید عبد الرحیم لاجپوری غفرلہ

۲۳/ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

وقت اور عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت لاجپوریؒ کا آپ پر اعتماد روز افزوں ہوتا جا رہا تھا، آخر عمر میں تو تمام اہم علمی و دینی امور میں آپ سے مشورہ

فرماتے تھے، آپ کو اپنا نمائندہ بناتے، اپنے نام سے خطبات لکھواتے اور آپ کے اعتماد پر فتاویٰ پر دستخط فرما دیتے تھے۔ حضرت خانپوری کے نام آپ کے سو سے زائد خطوط اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔

پیرانہ سالی کے سبب جب کہ بینائی انتہائی متاثر ہو چکی تھی اندازے سے خط تحریر فرماتے تھے۔ ایسے بعض مکتوبات سمجھنا ہم ایسوں کے لیے آسان نہیں۔ مشمولہ مکتوبات مکرر سہ کرر پڑھنے کے بعد پڑھے اور سمجھے جا سکے ہیں۔ جو خطوط خدام کے قلم سے لکھے ہوئے تھے وہ نسبتاً صاف ہیں۔ فی الوقت چند منتخب مکتوبات ہی شایع کیے جا رہے ہیں اس کا ایک سبب یہی ہے۔ ویسے بھی تمام مکتوبات کا شایع کرنا مفید ہے اور نہ مقصود۔

جن مکتوبات میں قارئین کے لیے درس وعبرت کے پہلو ہوں یا جن سے دونوں بزرگوں کے قلبی تعلق وروابط کا پتا چلتا ہو، صرف وہی مکتوبات درج کیے گئے ہیں۔ امید ہے بزرگوں کی یہ نادر یادگار اہلِ ذوق کے لیے فرحت ونفع بخش ثابت ہوگی۔ إن شاء اللہ

کتاب کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

☐ **باب** اول میں سب سے اول حضرت لاجپوریؒ کے مختصر حالات نقل کیے گئے ہیں۔

❑ **باب** دوم میں حدیث کے اصلاحی مضامین، افادات: حضرت خانپوری مدظلہم، پر لکھی گئی ایک تقریظ شامل کی گئی ہے جس سے حضرت لاجپوریؒ کی نظر میں آپ کے مقام ومرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تقریظ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ میں تحریر فرمائی گئی تھی اور اسی سال رمضان المبارک میں تقریباً سو سال کی عمر میں حضرت لاجپوریؒ کا وصال ہوا، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون.

یہ زندگی کا وہ مرحلہ ہوتا ہے کہ عام آدمی کو بھی دنیاداری سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا، عمر کے اس پڑاؤ میں خشیتِ الٰہی سے لبریز قلب رکھنے والا عالمِ باعمل کسی کی بے جا تعریف نہیں کرسکتا اس لیے تقریظ میں ذکر کردہ اوصاف کی صداقت میں شبہ نہیں کیا جاسکتا، نیز یہ باتیں حضرت لاجپوریؒ نے اس شخص کے حق میں لکھی ہیں جو ان کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھا، اس سے خود ان کی عالی مرتبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، ورنہ برگد کے درخت اپنے آس پاس خس وخاشاک کو اگنے نہیں دیتے۔

حضرت لاجپوریؒ کی تقریظ کے بعد سیدی حضرت خانپوری دامت برکاتہم کی ایک تحریر درج ہے، اسے پڑھ کر حضرت لاجپوریؒ سے ان کے تعلقِ خاطر کا بہ خوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

❑ **باب** سوم میں محفوظ سرمایے میں سے تیس سے کچھ زائد مکتوبات ہدیۂ قارئین کیے گئے ہیں۔

❑ **باب** چہارم میں بہ طور یادگار اور بہ غرضِ حفاظت وافادۂ عام دو نایاب خطبات شاملِ کتاب کر دیے گئے ہیں۔

❑ **ضمیمہ:** آخر میں فتاویٰ رحیمیہ سے ماخوذ ایک اہم فتویٰ بہ طور ضمیمہ شامل کیا گیا ہے، جس کا ذکر ایک مکتوب میں آیا ہے اور آج بھی اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

❑ اس مجموعے کا نام 'فتاویٰ رحیمیہ' کی مناسبت سے 'مکاتیبِ رحیمیہ' تجویز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ پر رحمتوں کی بارش برسائے اور استاذی و مرشدی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ بالصحۃ والعافیۃ کے فیوض و برکات کو عام و تام فرماتا رہے۔ اس کاوش کو مکتوب نگار، مکتوب الیہ، مرتب اور تمام معاونین نیز قارئین کے حق میں دنیا و آخرت میں سرخ روئی کا ذریعہ بنائے، آمین یامجیب الداعین.

العبد ندیم احمد عفی عنہ

۱۵/صفر ۱۴۴۶ھ = ۲۱/اگست ۲۰۲۴ء

❑❖❑

باب [۱]

حالات

تعارف اور مختصر حالات [۱]

حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله الذي وفق من أراد به الخير للتفقه في الدين، وهدى من شاء الى سبيل المهتدين، والصلوة والسلام على سيد الأولين والآخرين، محمد خاتم النبيين والمرسلين، الذي قال: من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين، وعلى آله الطيبين، و أصحابه الطاهرين، وعلى اتبعه واشياعه أجمعين، إلى يوم الدين.

[۱] ماہ نامہ 'پیغام' گجراتی کے ایڈیٹر جناب منشی عیسیٰ بھائی ابراہیم نے حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ کے مختصر حالات درجِ ذیل نوٹ کے ساتھ شایع کیے تھے: 'محترم مفتی صاحب جیسی گراں قدر ہستی کے تعارف کے لیے فتووں کا یہ مجموعہ ہی کافی تھا لیکن جس طرح ماہنامہ 'پیغام' کے خریدار اور قاری حضرات کے خطوط بہ کثرت پہنچتے رہے جس میں موصوف کے فتاویٰ پر کمالِ وثوق کا اظہار تھا، ایسے ہی بہت سے حضرات تعارف کی فرمائش بھی کرتے رہے۔ حضرت مفتی صاحب کی شخصیت باوجود یہ کہ اسلامی تعلیمات کی عملی نمونہ ہے، مگر یہ بھی اسلامی تعلیمات کا اثر ہے کہ آپ شہرت اور نمائش سے متنفر، خاموش اور یک سو زندگی کے عادی ہیں۔ نہ اسٹیج پر آپ کی تقریریں ہوتی ہیں، نہ پریس میں آپ کے بیانات اشاعت کے لیے بھیجے جاتے ہیں، اخباری دنیا آپ سے ناواقف ہے، اس لیے ضروری ہوا کہ تعارف کے متمنی حضرات کی فرمائش پوری کی جائے۔ حضرت مفتی صاحب خود اپنے قلم سے اس فرمائش کی تعمیل کے لیے تیار نہیں ہوئے تو یہ خدمت راقمِ حروف نے اپنے ذمے لے لی۔ چناں چہ مختصر تعارف کے لیے چند سطریں پیش ہیں'۔ [دیکھیے فتاویٰ رحیمیہ] ندیم

﴿سلسلۂ نسب﴾

حضرت مفتی صاحب کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے علم وفضل، حفظِ قرآن، قراءت وتجوید اور حجِ بیت اللہ شریف کی دولتیں بخشی ہیں، خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو خاندانی شرف بھی عطا فرمایا کہ آپ کا سلسلۂ نسب چھبیس واسطوں سے محبوبِ سبحانی سیدنا حضرت مولانا سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے۔ اس سنہری زنجیر کی کڑیاں ملاحظہ فرمایئے: مولانا، قاری، حافظ، (۱) مفتی سید عبدالرحیم قادری (۲) ابن سید عبدالکریم (۳) ابن سید ابراہیم (۴) ابن سید عبدالرحیم (۵) ابن سید محمد فقیر اللہ (۶) ابن سید عابد میاں (۷) ابن سید درویش (۸) ابن سید محمد فقیر اللہ (۹) ابن سید پیر محمد (۱۰) ابن سید رکن الدین یوسف (۱۱) ابن سید حسام الدین ننا میاں (۱۲) ابن سید حسن (۱۳) ابن سید نظام الدین سلیمان (۱۴) ابن سید ابوالفتح اسحاق (۱۵) ابن سید ابو محمد (۱۶) ابن سید علاء الدین آدم (۱۷) ابن سید ابراہیم (۱۸) ابن سید موسیٰ قطب الدین (۱۹) ابن سید ہاشم (۲۰) ابن سید غیاث الدین قاسم (۲۱) ابن سید صالح (۲۲) ابن سید فتح اللہ (۲۳) ابن سید نصر اللہ (۲۴) ابن سید داود (۲۵) ابن سید صدیق (۲۶) ابن سید القطب ابو محمد عبدالخالق (۲۷) ابن سیدنا امام مرشد الانام شیخ الجن والانس، سلطان الاولیاء السبحانی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز ونور اللہ ضریحہ۔

﴿امتیازی شان﴾

آپ کی سوانح حیات کے لیے ضخیم جلد کی ضرورت ہے مگر وہ تمام تفصیل جس کے لیے پوری کتاب درکار ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و فضل اور زہد وتقویٰ کے ساتھ جفاکشی، محنت، عزم واستقلال اور بلندیِ حوصلہ کے بھی وہ جوہر عطا فرمائے جو سبق آموز ہیں اور یہی آپ کی زندگی کی خصوصیات ہیں۔

طرح طرح کی مشکلات کے ساتھ صحت کی خرابی بھی ایسی آزمائش تھی جو شوقِ علم، سعیِ پیہم، دل کی لگن اور استقلال و استقامت کے جوہروں کو اجاگر کرتی رہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افتا کے منصبِ جلیل تک پہنچایا۔

﴿پیدائش﴾

ضلع سورت کا مشہور قصبہ نوساری آپ کا مسقط الرأس ہے، جہاں آپ ماہِ شوال ۱۳۲۱ھ، مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ جدِ امجد حضرت مولانا سید ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کا قیام اپنے وطن لاجپور رہتا تھا۔

﴿تعلیم کی ابتدا اور حفظِ قرآن﴾

۱۳۲۹ھ میں آپ نے جدِ امجد کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا مگر ابھی پارۂ عم ختم نہیں ہوا تھا کہ جدِ امجد نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، پھر آپ نے اپنے والد

ماجد اور عمِ بزرگوار حضرت حافظ سید حسام الدین صاحب قادری المتوفی ۱۳۴۲ھ سے حفظِ قرآن کی تکمیل کی۔ اس اثنا میں آپ نے گجراتی اسکول میں درجۂ اول کی تکمیل بھی کی اور کچھ عرصہ آپ جامعہ اشرفیہ راندیر کے درجۂ حفظ میں بھی داخل رہے۔ امورِ خانہ داری کی کچھ ذمّے داریاں اور ان کی مشکلات تھیں جو آپ کو اس طرح منتقل کرتی رہیں اور اگر جذبۂ صادق کی دستگیری اور فضلِ خداوندی نہ ہوتا تو اس صغر سنی میں طلبِ علم کی شاہراہ پر گامزن رہنا بہت مشکل تھا، خصوصاً جب کہ اسی دوران میں آپ کی شادی بھی ہوگئی تھی۔

فارسی کی تعلیم

حضرت مفتی صاحب کے والد صاحب کی کوشش سے نوساری (محلہ موٹھوار) میں مدرسۂ حمدیہ کی داغ بیل ڈالی گئی اور والد صاحب محترم نے سلسلۂ درس شروع کیا تو مولانا موسیٰ بھیات اور یوسف میمن وغیرہما کے ساتھ آپ بھی مدرسے میں درجۂ فارسی کے طالب علم بنے۔

منصب امامت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو قراءت اور تجوید میں بھی کمال عطا فرمایا ہے، قراءت بہت نفیس اور لہجہ نہایت دل کش ہے۔ نوساری کے حضرات

نے آپ کے اس خداداد کمال سے فایدہ اٹھانا چاہا، لہٰذا مسجد کی امامت آپ کے سپرد کر دی اور پھر آپ کو جامع مسجد کا امام بنا دیا گیا، دراں حالے کہ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا اور فارسی کی تکمیل کر رہے تھے۔ مگر آپ کی باکمال شخصیت زیادہ عرصہ یہاں نہیں رہ سکی۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب رحمہ اللہ (بانی جامعہ حسینیہ راندیر) اور محترم حافظ احمد موٹا صاحب جیسے قدر دان حضرات نے آپ کے کمال کی قدر کی اور آپ کو بہ اصرارِ تمام راندیر بلا لیا گیا۔ چناں چہ آپ ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ میں بہ حیثیت امامِ مسجد راندیر تشریف لے آئے۔

راندیر جیسے دینی مرکز کی درس گاہیں آپ کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ تھیں۔ درحقیقت یہی درس گاہیں آپ کے لیے جاذب بنی تھیں کہ یہاں درسِ نظامی کی تکمیل کر سکتے تھے۔ چناں چہ آپ راندیر پہنچے تو پہلے آپ نے جناب قاری محمد عمر تھانوی مدظلہ سے قراءت کی تکمیل کی پھر آپ نے مدرسۂ محمدیہ عربیہ جامعہ حسینیہ راندیر میں درسیات کی تکمیل کی۔

۱۳۴۹ھ بہ مطابق ۱۹۳۱ء میں جب کہ حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی زیرِ صدارت جامعہ کا چودھواں سالانہ اجلاس ہو رہا تھا، آپ کو جامعہ کی طرف سے سندِ فراغت دی گئی۔

صلاحیتِ افتا

فرائضِ امامت کا آپ کو پورا احساس رہا، جس کی وجہ سے درسی کتابوں کے علاوہ مسائل کی کتابوں کا مطالعہ بھی جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حافظہ بہتر عطا فرمایا ہے چناں چہ اس دورِ طالب علمی ہی میں بہت سے مسائل کے حافظ بن گئے۔ درسِ نظامی کا سلسلہ شروع ہوا تو اساتذہ کی نگرانی میں فتاویٰ لکھنے بھی شروع کر دیے۔ آپ کے مشفق استاذ مولانا محمد حسین صاحب رحمہ اللہ آپ کو استفتاءات (سوالات) دے دیا کرتے تھے، آپ پوری توجہ اور تحقیق کے بعد جواب لکھتے اور حضرت استاذ کی آفرین اور دعائیں حاصل کرتے تھے۔

افتا کے ساتھ درسِ قراءت کی خدمت بھی آپ کے سپرد تھی۔ مولانا قاری نور گت صاحب، مولانا قاری احمد ڈیسائی صاحب، قاری احمد سبات صاحب، مولانا احمد اللہ صاحب، مولانا سلیمان پٹیل صاحب، مولانا محمد شریف صاحب بخاری، مولانا محمد حنیف صاحب افریقی اسی زمانے کے آپ کے مشہور تلانذہ ہیں۔

خیر ختام[1]

آخر میں تبرکاً ان بزرگوں کے اسمائے گرامی پیش کیے جا رہے ہیں جن

[1] مکمل مضمون کے لیے فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔ ندیم

سے حضرت مفتی صاحب نے استفاضہ کیا، یہ حضرت مفتی صاحب کے اساتذہ ہیں۔ فتاویٰ رحیمیہ سے فیض پانے والے حضرات مفتی صاحب کو دعا دیں تو ان بزرگوں کو بھی دعامیں یاد رکھیں۔

(۱) حضرت الحاج مولانا محمد حسین صاحب

(۲) حضرت الحاج مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب

(۳) حضرت مولانا احمد نور صاحب

(۴) حضرت مولانا مفتی محمود حسن اجمیری صاحب

(۵) حضرت مولانا محب اللہ صاحب

❑❖❑

باب [۲]

تقریظات

تقریظ

حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ

'دو آتشہ شراب' اور 'سونے پر سہاگا' والی مثل مشہور ہے، اس درس (حدیث کے اصلاحی مضامین) پر جو آپ کے ہاتھوں میں ہے دونوں مثالیں پورے طور پر صادق آتی ہیں۔ درس حدیث کا ہو اور صاحبِ درس ایک صالح، خداترس، پرہیزگار، وفا شعار، اور عالمِ باعمل انسان ہو، جس کی طبیعت میں سادگی ہو، فکرِ آخرت ہو، دنیا سے دوری ہو، اور امت وملت کا درد ہو یعنی عزیزِ مکرم مولانا مفتی احمد خانپوری (سلمہ اللہ و زادہ علماً و عملاً) تو اس درس میں جتنی خوبیاں جمع ہوں قرینِ قیاس ہے۔

سورت میں ہونے والے اس درس کا افادہ کھلے طور پر محسوس کیا جارہا ہے، مفتی صاحب کا طرزِ تفہیم بھی نرالا ہے کہ سامعین کی توجہ مکمل طور پر بیان ہونے والے مضمون پر مرکوز ہو جاتی ہے، سامعین تھوڑی دیر کے لیے ماحول سے بے خبر ہو جاتے ہیں، احادیثِ طیبہ کے مضامین کو الہامی مثالوں اور اسلافِ عظام اور بزرگانِ ملت کے واقعات کی مدد سے خوب کھول کر مخاطبین کے سامنے پیش کرنا مفتی صاحب کی خصوصیت ہے، اندازِ بیان ایسا ہے کہ سننے والا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا ہے، بہت قوی امید ہے کہ اس کی اشاعت سے ان لوگوں کو بھی فایدہ ہوگا جن تک (کتاب) پہنچے گی۔

عزیز موصوف سے قدیم شناسائی ہے، دارالعلوم اشرفیہ میں دورِ طالبِ علمی میں پابندی سے گھر پر آتے، جو وقت طلبہ کے قیلولہ کا ہوتا ہے یہ اس میں نقلِ فتاوی کا کام کرتے، سالانہ تعطیلات میں زیادہ سے زیادہ ایام میرے پاس گزارنے کی کوشش کرتے، ایک مرتبہ تو تعطیل کا مکمل زمانہ بہ شمول رمضان المبارک میرے یہاں گزارا اور فتاویٰ کے کام میں ہاتھ بٹایا۔

اپنے اساتذہ بالخصوص مولانا اجمیری صاحبؒ کے منظورِ نظر اور چہیتے شاگردوں میں سے رہے ہیں، حضرت مولانا کی خاص نظر تھی ان پر۔

اللہ کرے کہ بقیہ قسطیں[۱] بھی جلد از جلد منظرِ عام پر آئیں، اس راہ کی تمام رکاوٹیں عافیت کے ساتھ ختم ہو جائیں، اس قسط کو اور بقیہ اقساط کو قبولیت اور مقبولیت عطا فرمائے۔آمین بحرمہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا.

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ (بہ قلم خادم)

۵؍جمادی الاولیٰ، ۱۴۲۲ھ = ۲۸؍جولائی ۲۰۰۱ء

---

[۱] سورت شہر میں ہر سنیچر کو حضرت خانپوری دامت برکاتہم حدیث شریف کا درس دیتے تھے۔ سب سے اول 'ریاض الصالحین' کا درس مکمل ہوا، جو 'حدیث کے اصلاحی مضامین' کے نام سے منظرِ عام پر آیا۔ اس کی پندرہ جلدیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ علاوہ ازیں 'الادب المفرد' اور 'شمائلِ محمدیہ' کا درس بھی طبع ہو چکا ہے۔ 'بخاری شریف' کی 'کتاب الرقاق' کا درس زیرِ ترتیب ہے، جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر سامنے آئے گا، ان شاء اللہ۔ آخر میں قرآن مجید کی تفسیر شروع فرمائی تھی، اس کی بھی دو جلدیں طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ ندیم

تحریر

سیدی وسندی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم [۱]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سرزمینِ گجرات کو اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیوی اعتبار سے جن خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے اس کا نقشہ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہم العالی [۲] نے بہت اچھے انداز میں کھینچا ہے، چناں چہ تحریر فرماتے ہیں:

> گجرات کی زمین ہندوستان میں اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد ہے، یہاں کی آبادی مشقت برداشت کرنے، دور دراز کے اسفار، تن دہی سے کمانے، اور کشادہ دلی سے دینی راہوں میں خرچ کرنے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ راحت رسانی ان کا مزاج، مہمان نوازی ان کی عادت، امن پسندی ان کی خو، مساجد، مکاتب انجمنیں، ادارے قایم کرنا، بنانا پھر ان کو چلانا ان

[۱] یہ تحریر حضرت خانپوری مدظلہم نے حضرت لاجپوریؒ کے تذکرے، مؤلفہ مفتی مرغوب احمد لاجپوری کے لیے لکھی تھی۔ ندیم

[۲] حضرت مولانا انظر شاہ ابنِ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہا اللہ، سابق شیخ الحدیث دار العلوم وقف دیوبند۔ ندیم

کی روایت، تموّل میں یہ متکبر نہیں ہوتے، افلاس انھیں دل شکستہ نہیں کرتا، دین وعلم کی اتنی راہیں انھوں نے تجویز کیں کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں، اہلِ علم بھی یہاں پیدا ہوئے اور رجال کار بھی، محدِّث بھی اور مفسِّر بھی، مفتی بھی اور فقیہ بھی، واعظ بھی اور مبلغ بھی، گویا کہ اس سرزمین کا دامن ہر ذوات سے لبریز ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان صاحب[۱] گجرات کے متعلق فرماتے ہیں:

اس خطّے کو ہندوستان کے تمام دوسرے صوبوں کے مقابلے میں چند خصوصیتیں حاصل ہیں؛ اول یہ کہ عرب اور ہندوستان کے باہمی تعلقات کا آغاز اسی سرزمین سے ہوا، دوسرے یہ کہ عرب سے جو علما دریا کے راستے سے ہندوستان میں وارد ہوتے تھے وہ پہلے یہیں اترتے تھے، موقع ملتا تو آگے بڑھتے ورنہ یہیں سے لوٹ جاتے تھے، ہندوستان سے جو علما عرب جانا چاہتے تھے وہ اسی راستے سے سفر کرتے تھے۔ اس صوبے کے سیکڑوں دیہات حرمین محترمین کے مصارف کے لیے وقف تھے، دوسرے ملکوں سے جو نادر تحفے اور چیزیں یہاں آتی تھیں وہ

[۱] حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، سابق ناظم دارالمصنفین، اعظم گڑھ۔ ندیم

پہلے یہیں پہنچتی تھیں۔ حج کے لیے ہر سال ہزاروں علما، امرا اور عام مسلمان اسی راہ سے منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ [مقالاتِ سلیمان، دوم]

بہ قول علامہ سید سلیمان ندویؒ علمِ حدیث کے ہندوستان میں فروغ کا حقیقی زمانہ نویں صدی ہجری کا خاتمہ اور دسویں صدی ہجری کا آغاز ہے اور ہندوستان میں سب سے پہلے گجرات کو اس فن شریف کی تدریس اور نشر واشاعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

گجرات میں علمِ حدیث کی داغ بیل ایسی مبارک ہستی کے ہاتھوں پڑی جس کے خرمنِ کمال کے خوشہ چیں اس عہد کے مشاہیر علما تھے، دہلی کا مرکزِ حدیث گجرات کے بہت بعد منصۂ شہود پر آیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ابھی اپنی مسندِ درس نہیں بچھائی تھی کہ گجرات علمِ حدیث کا مرکز بن چکا تھا۔ صحیح بخاری کی دو شرحیں جو غالباً ہندوستان کی سب سے قدیم شرحیں ہیں یعنی بدرالدین محمد ابو بکر کی 'مصابیح الجامع فی شرح صحیح البخاری' اور سید عبدالاول اور علاء الحسینیؒ کی 'فیض الباری

فی شرح صحیح البخاری' اسی سرزمین پر لکھی گئی تھیں۔ یہاں علامہ شمس الدین سخاویؒ، علامہ ابن حجر مکیؒ وغیرہ کے تلامذہ کافی تعداد میں آکر بس گئے تھے اور انھوں نے علمِ حدیث کی ترویج واشاعت میں اپنی زندگیاں گزار دی تھیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

علمِ حدیث کی سرگرمی کے ساتھ ساتھ یہاں فقہ میں بھی شان دار کارنامے انجام پائے تھے۔

گجرات کے مدارس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

یہاں کے مدارس صدیوں تک تشنگانِ علم کی پیاس کو بجھاتے رہے، محمود شاہ اول کے زمانے میں یہاں متعددُ مدارس بہشت آگین' قایم کیے گئے، سرخیز، احمد آباد، سورت، نہر والہ کی علمی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔ مولانا وجیہ الدین علویؒ کا مدرسہ مدتوں درس وتدریس کا مرکز رہا اور ملک کے بڑے بڑے عالم یہاں علمی پیاس بجھانے کے لیے آتے رہے۔ ان مدارس میں طلبا کو وظائف کثیر تعداد میں ملتے تھے اور ان کے کھانے اور رہنے کے لیے حیرت انگیز سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔

[مقدمۂ یادِ ایام]

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں گجرات کو جو ایک منفرد خصوصیت حاصل ہے، اسے حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیی صاحبؒ[۱] نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ہندوستان کی سرزمین میں سب سے پہلے گجرات کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اسی خدائے یکتا پر ایمان لانے والوں کا اور اسی ایک ہستی کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جاننے اور اسی کو قادر اور مصرِّفُ الامور ماننے والوں کا پاک قدم پہلے اسی سرزمین پر پڑا، اور اسی سرزمین کے دشت وجبل ہندوستان میں سب سے پہلے اللہ اکبر کے نعروں سے گونجے۔

اس حملے میں جن سعادت مندوں کو مرتبۂ شہادت نصیب ہوا ان میں غالباً وہ انفاسِ قدسیہ بھی تھے جنھوں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا تھا اور آپ کی پاکیزہ صحبت وروحانی تعلیم سے بھی مستفید ہو چکے تھے، ان فدائیانِ اسلام کی قدسی صورتیں اس سرزمین کے آغوشِ محبت میں گنجِ بے رنج کی طرح مدفون ہوئیں، اگرچہ ہم کو اس کنزِ مخفی کا پتا نہیں۔ [یادِ ایّام]

شاہانِ گجرات کے دورِ حکومت میں اسلامی علوم وفنون کی جو ترویج واشاعت اور ان کو جو عروج وترقی حاصل ہوئی اس کا تذکرہ مولانا سید حکیم عبدالحیی

---

[۱] حضرت مولانا سید عبدالحیی حسنی لکھنویؒ، صاحبِ نزہۃ الخواطر وغیرہ، اور والدِ گرامی حضرت مولانا علی میاں ندویؒ۔ ندیم

صاحبؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

شاہانِ گجرات نے اپنے ڈیڑھ دوسو برس کے زمانۂ فرماں روائی میں جس قدر علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے، دہلی کی شش صد سالہ تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کرسکتی، یہ صرف ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ شیراز ویمن ودیگر ممالکِ اسلامیہ کے چیدہ وبرگزیدہ علما نے گجرات میں آکر بود وباش اختیار فرمائی، جن کے فیوض سے چند دنوں میں گجرات مالامال ہوگیا اور خود گجرات میں اس پائے کے علما پیدا ہوئے جن کے فیوضِ علمی کی آبیاری سے اب تک ہندوستان کی درس گاہیں سیراب ہورہی ہیں۔ اگر آپ اس کا صحیح اندازہ کرنا چاہیں تو شیخ عبد القادر حضرمی کی النور السافر، ابوبکر شلی کی المشرع الروی[1]، محمد بن عمر آصفی کی ظفر الوالہ[2] اور اگر میری ناچیز تصنیفات شایع ہوئی ہوتیں تو میں کہتا کہ العوارف، جنة المشرق، اور نزهة الخواطر ملاحظہ فرمایئے، اس وقت آپ پر ایک حیرت آمیز

[1] کتاب اور مصنف کا پورا نام اس طرح ہے: المشرع الروي في مناقب السادة الكرام آل أبي علوي، تأليف: السيد محمد بن أبي بكر الشِّلّي باعلوي علیہ الرحمۃ۔ ندیم

[2] کتاب اور مصنف کا پورا نام اس طرح ہے: ظفر الواله بمظفر و آله، عبدالله محمد المكى الآصفی۔ ندیم

حقیقت کا انکشاف ہوگا اور آپ سمجھیں گے کہ گجرات اگر علوم و
فنونِ عقلیہ کے اعتبار سے شیراز تھا تو حدیث شریف کی
خدمات کے لحاظ سے یمنِ میمون سے مماثلت رکھتا تھا۔
[یادِ ایام]

شاہانِ گجرات کی علمی قدردانی کے نتیجے میں اس سرزمین سے مختلف علوم وفنون کے جو ماہرین اٹھے ان میں علمِ فقہ پر دست رس رکھنے والے حضرات کی بھی ایک جماعت ہے جن کی ایک مختصر فہرست یادِ ایام میں حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیی حسنیؒ نے پیش فرمائی ہے، انھیں میں ایک مفتی رکن الدین بن حسام الدین ناگوریؒ بھی ہیں جو نہر والہ کے مفتی تھے، فقہ واصولِ فقہ میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ قاضی القضاۃ جمال الدین بن محمد اکرم گجراتی کی فرمائش سے فتاویٰ حمادیہ تصنیف کی، جو فقہِ حنفی کی بہت مشہور کتاب ہے، دوسو چار کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر اس کو تصنیف کیا تھا، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں اس کے حوالے جابجا موجود ہیں۔

علومِ دینیہ کی خدمت کی سعادت کا یہ سلسلہ جو قدیم زمانے سے سرزمینِ گجرات میں جاری ہوا تھا بحمداللہ تاریخ کے مختلف ادوار میں آج تک برابر چلتا رہا، اور آج کل تو اس سرزمین پر مدارسِ دینیہ کی ایک بڑی تعداد اس خدمت میں مصروف ہے۔ لیکن آج سے نصف صدی پیش تر جب کہ مدارس کا یہ جال پھیلا ہوا نہیں تھا اس وقت بھی جنوبی گجرات کا خطہ۔ خصوصاً غیر منقسم ضلع

سورت- میں علمِ دین کا غلغلہ بلند تھا اور راندیر وڈابھیل کے مدارس اہلِ گجرات کی علمی پیاس بجھا رہے تھے۔ اس علاقے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جلیل القدر اور پختہ کار علماے کرام اور مفتیانِ عظام کی ایک جماعت ایسی پیدا فرمائی جنھوں نے علم کے مختلف میدانوں میں اپنی علمی خدمات کا لوہا منوایا اور جن کے انفاسِ قدسیہ سے گجرات کے مسلمانوں نے دین اور علمِ دین کی حرارت پائی، جن کے فیوضِ علمیہ کا سلسلہ اپنے شاگردوں کے واسطے سے دنیا کے مختلف خطوں تک پہنچا۔ اہلِ علم کے اس گروہ میں بعض شخصیات وہ بھی ہیں جن کا علمی فیض اپنی تصانیف کے ذریعے لوگوں کو پہنچا، ان میں بھی مفتیِ گجرات حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری نور اللہ مرقدہ کی ذات والا صفات کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کے فتاویٰ رحیمیہ کے ذریعے آپ کا علمی فیض پورے عالَم میں پھیلا، اور وقت کے بڑے بڑے علما نے اس فن میں آپ کی مہارت اور فتویٰ نویسی میں آپ کے خصوصی طرزِ نگارش کی افادیت کو تسلیم کیا اور آج برِ صغیر ہندو پاک و بنگلہ دیش کا کوئی مفتی اپنے آپ کو فتاویٰ رحیمیہ سے مستغنیٰ نہیں رکھ سکتا۔ یہ مقبولیت اور سعادت محض انعامِ خداوندی ہے جس سے آپ نوازے گئے۔

یہ منصبِ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

آپ کی نگاہ میں بڑی وسعت اور بڑی دِقت تھی، جب کسی مسئلے پر قلم اٹھاتے تھے تو اس کے تمام پہلوؤں کو واضح اور منقح انداز میں پیش فرماتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کا فتویٰ رسالے کی شکل اختیار کر جاتا۔ آپ کے یہاں لاگ لپیٹ والی بات نہیں ہوتی تھی، جو حق بات ہوتی اس کو پوری علمی طاقت اور بھرپور دلائل سے مدلّل کرتے۔ اپنے عقیدے اور مسلک میں نہایت پختہ اور مضبوط، اس میں ذرا بھی لچک پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اسلاف واکابر سے ہٹ کر کوئی بات سوچنا ان کو گوارا نہیں تھا۔ دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں پر آپ کی کڑی نگاہ رہتی تھی، جہاں کسی نے کوئی ایسی بات- جو مسلکِ اہلِ سنت والجماعۃ کے خلاف اور اکابر واسلاف کے طریقے سے ہٹ کر- کہی یا لکھی فوراً اس کی تردید دلائل اور براہین کے ذریعے اس طرح کرتے کہ اس کی طرف سے پھیلائی ہوئی گمراہی اور لوگوں کے قلوب اور دماغوں میں پیدا کیے گئے وساوس کا قلع قمع ہو جاتا؛ خصوصاً رضا خانیت، مودودیت اور غیر مقلدیت کی طرف سے پھیلائے جانے والے فتنوں کے مقابلے میں شمشیرِ برہنہ تھے۔ فتاویٰ رحیمیہ کا ایک بڑا حصہ اسی موضوع پر ہے۔

گجرات میں غیر مقلدیت کا ایک مرکز سامرود بھی ہے، جہاں کے ذمّے دار مولوی عبدالجلیل سامرودی جب تک زندہ رہے ان کے ساتھ یہ سلسلہ

برابر جاری رہا، اور اس علاقے میں کبھی غیر مقلدیت کو پنپنے کا موقع نہیں دیا۔ اسی طرح مودودیت کے فتنے پر بھی آپ کی نگاہ برابر رہتی تھی جہاں کہیں ان کی طرف سے کسی پروگرام کی تیاری کی جاتی، فوراً حضرت کی غیرت اور حمیت جوش میں آتی اور عموماً اس پروگرام کے وجود میں آنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ چناں چہ مجلسِ تحفظِ اسلام کا قیام اسی مقصد کے لیے عمل میں آیا تھا۔ آخری عمر میں جب کہ آپ صاحبِ فراش تھے۔ آپ کو پتا چلتا کہ اس قسم کا کوئی پروگرام ہونے جا رہا ہے۔ تو فوراً احقر کو یاد فرماتے اور اس سلسلے میں ہدایات اور تاکید فرما کر اس نوع کے فتنے کو وجود میں آنے سے پہلے ہی کچلنے کی تدبیر ارشاد فرماتے، چناں چہ جب تک آپ موجود رہے ان فرقِ باطلہ کے مقامی کارکنان کو بھی اپنے اس نوع کے پروگراموں کو چلانے اور اپنے نظریات کو پھیلانے کا موقع نہیں دیا۔

علمائے گجرات کی جس پیڑھی نے گذشتہ نصف صدی میں علمی اور دینی جلیل القدر خدمات انجام دیں آپ اس کی آخری کڑی تھے، اپنے آخری دورِ حیات میں آپ تمام اہلِ علم کے مرجع تھے۔ احقر کو اپنے دورِ طفولیت (جب کہ میں دارالعلوم اشرفیہ، راندیر میں پڑھ رہا تھا، اس وقت) سے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل رہی، اس زمانے میں حضرت کے فتاویٰ نقل کرنے کے لیے حضرت کے دولت کدے پر روزانہ حاضر ہوتا تھا،

اور فراغت تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا، حضرت بھی احقر کے ساتھ پدرانہ شفقت و محبت فرماتے تھے، اس مدت میں حضرت کے اوصاف وکمالات اور اخلاقِ حمیدہ کو قریب سے دیکھنے اور برتنے کا موقع ملا، آپ علم وفن کے اعتبار سے جس طرح اعلیٰ مقام پر فائز تھے، عملی زندگی بھی بے داغ اور قابلِ تقلید تھی۔ دینی غیرت وحمیت آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، سادات کے گھرانے سے ہونے کا قدرتی اثر یہ تھا کہ سخاوت ومروّت اور شرافت ونجابت نیز مہمان نوازی، اہلِ علم کا اکرام، چھوٹوں کے ساتھ محبت وشفقت آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ میں جب تدریس کے لیے ڈابھیل آیا، اس وقت بھی ایک مدت تک ہر جمعے کو برابر حضرتؒ کے پاس حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہا اور نیاز مندی کا یہ سلسلہ حضرتؒ کے آخری لمحۂ حیات تک بہ حمد اللہ باقی رہا۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی خدمات اور اہلِ گجرات پر علمی احسانات کی وجہ سے آپ کا حق تھا کہ آپ کے حالات اور سوانح بہ طور تذکرہ مرتب فرما کر لوگوں کے سامنے پیش کیے جاتے، چناں چہ اس حق کی ادائیگی ہی کے جذبے سے عزیزِ مکرم مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری (بارک اللہ فی علومہ وخدماتہ) نے اس کا بیڑا اٹھایا اور یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے وجود میں آگیا۔ عزیز موصوف کا اصرار تھا کہ میں اس تذکرے پر بہ طور پیش لفظ چند کلمات تحریر

کروں میں اپنی معذوری اور مجبوری کی وجہ سے پس و پیش کرتا رہا لیکن عزیز موصوف نے اپنے برادرِ خورد عزیزم مولانا رشید احمد صاحب سلمہ کو مجھ پر مسلط فرما دیا، چناں چہ اُنھیں کا کرشمہ ہے جو یہ تحریر قارئین کے سامنے پیش ہو رہی ہے۔

عزیزم مولانا مرغوب احمد صاحب سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے تذکرہ نویسی اور سوانح نگاری کا اچھا ذوق عطا فرمایا ہے، ان کے مضامین کو دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے اور مزید ترقی کے لیے دل سے دعائیں جاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اپنے جدِ امجد کے نقشِ قدم پر بیش از بیش اس نوع کی خدمات کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

أملاہ: احمد خانپوری

۲۵/ جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۳ھ

❑❖❑

باب [۳]

مکتوبات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوب [۱]

﴿داخلے کی اطلاع نے مزید مسرت پیدا کی﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

ضلع سورت

۷/فروری، ۶۷ء

عزیزم مولوی احمد خانپوری و حکیم صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون!

خطِ مشترکہ موصول ہوا۔ خیریت معلوم ہوکر خوشی ہوئی اور داخلے کی اطلاع نے مزید مسرت پیدا کی۔ حق تعالیٰ مبارک کرے اور دینی و دنیوی مقاصد پورے فرمائے، آمین۔

طبیعت ٹھیک ہو رہی ہے، انجکشن چار لگے، دس کا کورس ہے۔ کچھ ہمت و طاقت آتی نظر آ رہی ہے، فالحمدللہ۔ سامرودی نے 'مجاہد' کا فتویٰ غیر مقلد کے عقائد کے بارے میں دیکھا تو غضب ناک ہوکر اشتہار نکالا ہے، خوب بکواس کی ہے۔ جواب کا سلسلہ شروع کرنا ہے، حق تعالیٰ ہمت عطا فرمائے، آمین۔

ایک بات کی تحقیق مطلوب ہے، کتاب دیکھنے کی ہمت نہیں ہے، ہو سکے تو مفتی محمود حسن صاحب سے معلوم کرلیں۔[۱]

سید عبدالرحیم لاجپوری

مکتوب[۲]

﴿حق تعالیٰ اپنے مقاصد میں کامیاب کرے﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر، ضلع سورت

۳۱/اگست ۶۷ء

عزیزم مولوی احمد سلمہ

بعد سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ یہاں خیریت ہے، البتہ مکان کی الجھن بہ دستور ہے۔ مولانا سعید صاحب، مولانا احمد اللہ صاحب، مولانا اجمیری صاحب وغیرہم نے مالک اور خریدار سے تحریری سفارش کی ہے کہ مفتی صاحب کو مکان کی اشدّ ضرورت ہے، انھیں کو خریدنے کا موقع دیا جائے، اب اس کے جواب کا انتظار ہے۔

[۱] میراث کے متعلق ایک مسئلہ تھا۔ ندیم

کم بخت اتنے سخت دل واقع ہوئے ہیں کہ کسی کی ان کو پروانہیں ہے، حق تعالیٰ ان کے دلوں کو موم کر دے۔ مگر امید کم ہے، اس لیے کہ ان کی ظاہری حالت سے پتا چلتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔

مولوی ولی سلمہ ابھی گھر گئے ہیں، کل جمعے کو آ جائیں گے۔

کتاب النکاح کا مسودہ صاف کرنا شروع کیا ہے۔

آپ کو دہلی جانے کا موقع مل جائے تو حضرت مولانا سے ملیں یا شوریٰ کے موقع پر ملاقات کریں اور معلوم کریں کہ طباعت کا کام کب شروع ہو رہا ہے اور کب ختم ہوگا؟

مولوی احمد حکیم سلمہ روزانہ صبح نماز سے پہلے خمیرہ کھانے کے وقت یاد آتے ہیں اور دل سے دعا نکلتی ہے۔

حق تعالیٰ آپ دونوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے، آمین۔

مولوی غلام مصطفیٰ مدراس سے آ گئے ہیں، ان کے والد بیمار ہیں، فقط۔

سید عبد الرحیم غفرلہ

مکتوب [۳]

﴿دار الافتا میں داخلہ ہوگیا، بے حد خوشی ہوئی﴾

باسمہٖ تعالیٰ

از راندیر، ضلع سورت

۱۹ / ۲ / ۶۸ء

عزیزانِ من سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاہ

بعد سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

۵ / فروری کے محبت نامے نے شاد کیا۔ دار الافتا میں داخلہ ہو گیا، اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ کامیاب فرمائے اور دلی مقاصد آپ دونوں کے پورے فرمائے۔ میری طبیعت ٹھیک ہے، فتاویٰ کا سلسلہ جاری ہے۔ مولوی احمد اور مولوی سجاد دونوں ایک دوپہر کو ایک شام کو آتے ہیں۔ دہلی سے خط ملا ہے کہ فتاویٰ جلد اول کی تمام کاپیاں پریس میں جا چکی ہیں، باقی پروف عن قریب بھیجنے کا وعدہ کیا ہے، مگر ابھی ملے نہیں ہیں۔ دعا کرتے رہیں۔

آپ کے مہتمم مولانا اشرف صاحب حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ مولانا علی محمد تراجوی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سید عبد الرحیم غفرلہ

مکتوب [۴]

﴿ آپ کی یاد ہمیشہ رہتی ہے ﴾

ازراندیر

ضلع سورت

بعد سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

محبت نامے نے شاد کیا۔ مؤرخہ ۳۱ر کو بچوں کے ساتھ بمبئ پہونچا تھا، خسر صاحب مظفری میں تشریف لائے، مظفری بجائے ۴ر اپریل ۶ر کو آیا، اس لیے شنبہ کو ہم نوساری آئے اور اتوار ٹھہر کر شبِ دوشنبہ کو راندیر پہنچا، بچے نوساری میں ہیں، ان کے نانا بمبئ میں بیمار ہو گئے، اتوار تک آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کی یاد ہمیشہ رہتی ہے اس لیے خواب کا قصہ تعجب خیز نہیں، مولوی ولی سلمہ چندروز سے نزلہ (و) حرارت میں مبتلا ہیں۔

'مجاہد' دیکھتے ہوں گے؟ سامرودی کا اشتہار نکلا تھا، اس کا جواب شروع کیا ہے، چوتھی قسط چھپنے گئی ہے، تمام اعتراضات کا جواب دینے کا عزم کر لیا ہے، حق تعالیٰ ہمت، صلاحیت، توفیق، صحت عطا فرمائیں اور مدد شاملِ حال رہے، دعا کیجیے گا۔

سنا ہے کہ مولوی ابراہیم آچھودی صاحب، حضرت شاہ صاحبؒ کا فارسی رسالہ لائے ہیں، اگر مل جائے تو بھیج دیجئے گا، 'انوار الباری' کا سلسلہ کیوں رکا ہوا ہے؟ چھپ گیا ہو تو ضرور بھیجیے گا۔

گرمی شدت کی ہے۔

دہلی سے کل ہی خط ملا ہے، دو ہفتے کے بعد کتابت کا کام شروع ہوگا، مسلسل جاری رہے گا، طباعت لیتھو پر ہونا طے پایا ہے، دہلی جانا ہوتو حضرت مولانا سے ضرور ملیں، الخ۔

مکتوب [۵]

﴿آپ لوگوں کی عنایات کی وجہ سے کام میں قوت﴾

عزیزانِ من سلمکم اللہ وعافاکم

بعد سلام مسنون!

بندہ خیریت سے ہے، حضرت والد صاحب بھی خیریت سے ہیں، ناقلینِ فتاویٰ آتے ہیں اور بڑی دل چسپی سے کام کرتے ہیں، جتنا بھی ان کا شکریہ ادا کیا جائے کم ہوگا۔

آپ لوگوں کی عنایات کی وجہ سے کام میں قوت پیدا ہوجاتی ہے، ورنہ بندے کا حال تو سب کو معلوم ہی ہے۔ مولوی احمد آچھودی اور مولوی عمر جی صاحبان کی دعوت پر کل بہ معیت مولانا اجمیری صاحب و مولوی سعید راندیری صاحب بہ ذریعۂ ٹیکسی آچھود اور آمود ہوآیا، صبح ۹ر بجے گئے تھے، رات ۸ر بجے واپس آئے، کھانا آچھود میں کھایا، پھر آمود زکریا مسجد میں جمعہ ادا کیا، خطبہ اور نماز میرے ذمّے

تھی، بعد میں دونوں حضرات کی تقریر ہوئی اور بندے نے طلبا کو قرآن پڑھا کر مدرسے کی ابتدا کر دی۔

منشی عیسیٰ بھائی وغیرہ دور دور کے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔

دہلی سے لکھا ہے کہ 'تمام کاپیاں پریس میں جاچکی ہیں، مگر پروف نہیں ملتے'، فقط۔ والسلام

سید عبدالرحیم غفرلہ

مکتوب [٦]

﴿والدِ بزرگوار کی رحلت پر تعزیت﴾

عزیزی سلمہ

بعد سلام مسنون!

آج آپ کا خط ملا، دو روز قبل کتاب ملی، جزاکم اللہ.

آج بھائی ابراہیم کا خط ملا اور کل مولوی سید سجاد نے خبر سنائی کہ خانپور میں آپ کے والدِ بزرگوار دارِفانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت فرما گئے، انا للہ وانا إلیہ راجعون، ماشاء اللہ کان وما لا یشاء لا یکون.

حق تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور قبر کو نور سے مملو فرمائے، اور قبر پر بارانِ رحمت کا نزول ہوتا رہے، آمین بجاہ سید المرسلین اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے۔

فردوس اعلیٰ بود جائے او
بہشت بریں باد ماوائے او[1]

عزیزم!

ہر آنچہ زاد بنا چار باید نوشید
از جام دہر مئے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ[2]

❑

واصبر لكل مصيبة و تجلد
واعلم بان المرأ غير مخلد

❑

اذا ذكرت مصيبةً تسلو بها
فاذكر مصابك بالنبى محمد[3]

---

[۱] فردوسِ اعلیٰ بنے ان کا ٹھکانہ، بہشت بریں بنے ان کی قیام گاہ۔ ندیم

[۲] جو بھی دنیا میں آیا ہے اسے لازماً كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کی شراب زمانے کے جام سے پینی ہی ہوگی۔

[۳] اشعار اس طرح ہونے چاہئیں: اِصبِر لِكُلِّ مُصيبَةٍ وَ تَجَلَّدِ+وَ اعلَم بِأَنَّ المَرءَ غَيرُ مُخَلَّدِ، وَ إِذا أتتكَ مصيبة تسجى بها+فَاذكُر مُصابَكَ بِالنَبِيِّ مُحَمَّدِ۔ ہر مصیبت کے وقت صبر کا دامن تھامے رکھو اور استقامت سے کام لو، جان لو کسی بھی انسان کو دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ جب تم پر ایسی مصیبت آئے جو تم پر چھا جائے، تو اپنی اس مصیبت کو یاد کرو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کے سبب پہنچی ہے۔[سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، محمد بن يوسف الصالحي الشامي، الباب السابع والعشرون في عظم المصيبة وما نزل بالمسلمين بموته صلى الله عليه وآله وسلم والظلمة التي غشيت المدينة وتغير قلوب الناس وأحوالهم وبعض مارثي به من الشعر: 12/274] ندیم

عزیزی!

یہ دارِ فانی ہے، کسی کو بقا نہیں، کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

رأيت الدهر مختلفا يدور
فلا حزن يدوم و لا سرور

❑

و قد بنت الملوك و لها قصور
فلم يبق الملوك و لا قصور [۱]

عزیزی! یہ مقام بڑا نازک ہے، بہ جز صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

عرفی! اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سالہ می تواں بتمنا گریستن [۲]

بہ ہر حال! والد صاحب کو دنیا چھوڑنی تھی، ہم سے ان کو جدا ہونا تھا اور ہم کو ان سے جدا ہونا لکھا تھا۔

---

[۱] ان اشعار کی نسبت حضرت علی بن ابی طالبؓ کی طرف کی جاتی ہے: رَأَيتُ الدَهرَ مُختَلِفاً يَدورُ + فَلا حُزنٌ يَدومُ وَلا سُرورُ، وَقَد بَنَتِ المُلوكُ بِهِ قُصوراً + فَلَم تَبقَ المُلوكُ وَلا القُصورُ۔ سید علی عاطف نے اردو میں ان اشعار کی ترجمانی اس طرح کی ہے: اس دہر پر آشوب میں دیکھا یہ کیے ہم + دائم کوئی فرحت ہے نہ باقی ہے کوئی غم، دنیا میں رہے شاہ جو ملبوس بریشم + آخر کو ہوئی قصر میں اک مجلسِ ماتم۔ ندیم

[۲] عرفیؔ اگر رونے سے وصال میسر ہو جاتا تو وصل کی تمنا میں ہم سو سال تک روتے رہتے۔ ندیم

لو كانت الدنيا تدوم لواحد

لكان رسول الله فيها مخلدا[1]

خدا نے ایمان کی دولت سے نوازا، حج نصیب کیا، اولاد میں آپ کو عالم بنا کر صدقۂ جاریہ کی صورت کردی، وفات کے لیے یومِ جمعہ نصیب کیا، ان امور کو سامنے رکھیے تو حق تعالیٰ سے امید ہے کہ صبرِ جمیل کی دولت سے نوازے جاؤ گے۔

لَا تَقُل فِيمَا جَرَى كَيفَ جَرَى

كُلُّ شَيءٍ بِقَضَاءٍ وَ قَدَر[2]

مرحوم نے اچھا مقام حاصل کرلیا۔

الموت جسر يوصل الحبيب إلى الحبيب۔[3]

[۱] اس شعر کی نسبت بھی حضرت علی بن ابی طالبؓ کی طرف جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر یہ دنیا کسی ایک کے لیے بھی ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوتی تو (یہ اختیار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتا کہ) رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں ہمیشہ رہتے۔ ندیم

[۲] یہ مت کہو کہ جو کچھ ہوا کیسے ہوا؟ ہر چیز قضا و قدر کے مطابق وجود میں آتی ہے۔ ندیم

[۳] یہ حدیث نہیں ہے، امام حیان بن الاسودؒ کا قول ہے۔ وقال حيان بن الأسود: الموتُ جسرٌ يوصلُ الحبيبَ إلى الحبيبِ. امام حیان بن الاسودؒ کہتے ہیں: موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ [کتاب التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ للقرطبی، ص:116] ندیم

اس لیے فرمایا گیا: تحفة المؤمن الموت۔[۱]

خدا آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور جمیع متعلقین کو بھی۔ ادعو اللہ تعالیٰ ان یفرغ علی قلوبکم صبراً جمیلاً وعلی من فقدتم اجراً جزیلاً، بلطفه ورحمته، آمین۔ فقط

والسلام

دعا گو ودعا جو، شریکِ غم

بندہ سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

مکتوب [۷]

﴿آپ ناظمِ شریعت، گجرات نامزد ہو چکے ہیں﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۷ رشعبان، ۱۴۰۷ھ

مکرمی جناب مولانا صاحب زید مجدکم

[۱]عن عبد اللہ بن عمرو قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تحفة المؤمن الموت. حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔[مشکوٰۃ:1609، شعب الایمان بیہقی:9884] ندیم

بعد سلام مسنون!

آپ ناظمِ شریعت گجرات نام زَد ہو چکے ہیں، حق تعالیٰ ہم کم زوروں کی مدد فرمائے کہ مسلمانوں کی خدمت کرسکیں۔ کچھ وقت نکال کر آئیں تو مشورہ ہو سکے۔ رات سورت میں حضرت مولانا سعید صاحب سے ترکی واڑ میں ایک میزبان کے مکان پر ملاقات ہوئی، گفتگو کا موقع نہیں تھا، مل کر راندیر گیارہ بجے پہنچا، بعد میں مولانا نے جلسے میں وہی گفتگو کی جو پہلے روز سے کرتے آئے ہیں۔ حضرت امیر الہند صاحب کی وضاحت کا تذکرہ نہیں کیا۔ حضرت مفتی محمود صاحب کا فتویٰ مرولی میں آپ نے سنایا تھا، اس کی نقل درکار ہے، اور جدید فتاویٰ اور بیانات کی معلومات ہوتو وہ بھی چاہیے۔ رات ہی مولانا نے سمع وطاعۃ کا ذکر کیا، ایسا مولوی آدم سے سنا۔ بہ ہر حال مشورے کی ضرورت ہے، مجلسِ شوریٰ کے نام مرتب کرنے ہیں، فقط۔

والسلام

احقر عبدالرحیم

مہتمم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

مکتوب [۸]

﴿ان میں سب سے پہلے آپ کا نام تھا﴾

باسمہ تعالیٰ

ازراندیر

۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

بہ‌روز جمعرات

مکرمی وعزیزی مولانا احمد صاحب زیدت معالیکم

سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

ابتداے رمضان سے خیال کر رکھا تھا کہ دعا کے لیے فلاں فلاں جگہ لکھنا ہے، ان میں سب سے پہلے آپ کا نام تھا، مگر آپ سبقت لے گئے، جزاکم اللہ۔

واقعی یہ مہینہ بڑا ہی مبارک اور برکت والا ہے۔ آپ ضرور دعا کریں گے، اور احقر دعا کرتا ہے اور کرتا رہے گا، إن شاء اللہ۔

بعونہ تعالیٰ اب تک تو روزہ، تراویح مع القیام کا مبارک سلسلہ جاری ہے، حق تعالیٰ تکمیل کو پہنچائے، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

مکتوب[۹]

﴿اس کے لیے موزوں شخصیت آپ کے نزدیک کون ہے؟﴾

حضرت خانپوری دامت برکاتہم کے خزانۂ مکاتیب میں ایک انتر دیشی ملا، اس میں اول دفترِ امارتِ شرعیہ، ہند کی طرف سے حضرت کے نام ایک پیغام ہے، اسی میں نائب امیر الہند کی جانب سے ایک پیغام ہے جو شاید حضرت لاجپوریؒ کے نام ہے۔ اس کے ساتھ حضرت لاجپوریؒ نے ایک پیغام لکھ کر حضرت خانپوری دامت برکاتہم کے پاس بھیجا ہے۔ مذکورہ تینوں پیغامات ایک ہی انتر دیشی میں لکھے ہوئے ہیں، جو بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

باسمہ تعالیٰ

۶ رصفر المظفر ۱۴۰۸ھ

1-10-87

محترم المقام جناب مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔ عرض ہے کہ دفترِ امارتِ شرعیہ ہند سے خط موصول ہوا ہے، جس کی نقل یہ ہے:

مجلسِ شوریٰ منعقدہ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۷ھ نے طے کیا تھا کہ اکتوبر ۸۷ء کے بعد تمام صوبہ جات میں صوبائی پیمانے پر امارت کانفرنسیں منعقد کی جائیں، جن کے ذریعے ملتِ اسلامیہ ہند کو امارت کی اہمیت وضرورت اور اغراض ومقاصد

سے روشناس کرایا جائے۔ نظامِ امارت میں توسیع وترقی کی جدوجہد کی جائے اور نظامِ امارت میں استحکام لانے کے لیے اس کے شعبہ جات، محاکمِ شرعیہ، بیت المال، رویتِ ہلال اور تبلیغ واشاعت وغیرہ کو باضابطہ قایم کر کے ملک بھر میں اس کی شاخیں پھیلائی جائیں اور مسلمانانِ ہند کو توجہ دلائی جائے کہ اپنے عائلی مسائل کے تصفیے کے لیے محاکمِ شرعیہ کی طرف رجوع کریں اور دینی مسائل میں امارتِ شرعیہ ہند سے رابطہ قایم کریں۔

اس سلسلے میں آں محترم سے عرض ہے کہ آپ کے صوبۂ گجرات میں کس مقام پر اور کس وقت ایسی کانفرنس کا انعقاد مناسب ہوگا اور اس کے لیے فضا کس حد تک سازگار ہے؟ نیز کانفرنس کی تیاری اور اس کے لیے رائے عامہ کو ہموار کرنے کی جدوجہد فرمائیں۔

رائے گرامی سے جلد مطلع فرمائیں، یہ عریضہ حسب الحکم حضرت نائب امیر الہند مدظلہ العالی ارسالِ خدمت ہے۔

والسلام

معز الدین احمد غفرلہ

دفتر امارتِ شرعیہ ہند، نئی دہلی

بعد سلام!

تازہ قلم! آپ کا دوسرا خط موصول ہوا ہے، جس میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ امارت کا سب سے اہم شعبہ محاکمِ شرعیہ ہے، آپ کے یہاں بہ حمد اللہ نظامِ امارت کی تشکیل ہو چکی ہے، اب اس کو فعال اور موثر بنانے کے لیے اولاً صوبائی پیمانے پر 'محکمۂ شرعیہ' کا قیام عمل میں لائیں، پھر تمام اضلاع میں اس کی ایک شاخ قایم کریں، الخ۔

محاکمِ شرعیہ کے لیے پختہ، باصلاحیت اور تجربے کار افراد تیار کرنے کے لیے ایک تربیتی کیمپ لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، حضرت مولانا شاہ عون احمد صاحب نے نومبر ۸۷ء کے آخر کا وقت عنایت فرمایا ہے۔ آپ اس کیمپ میں ایسے پانچ افراد بھیج سکتے ہیں جو اس کام کے لیے تیار ہوں، البتہ ان کے مصارفِ سفر آپ کی صوبائی امارت کو برداشت کرنا ہوگا، اس کے علاوہ بھی اگر کچھ مصارف کا بار اٹھا سکتے ہوں تو تحریر فرمائیں۔

کیمپ کے مقام، صحیح تاریخ اور مدت سے بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

والسلام

(مولانا) اسعد غفرلہ

نائب امیر الہند

امارتِ شرعیہ ہند، نئی دہلی

بعد سلام مسنون!

امیرِ شریعت اور نائب امیرِ شریعت اور ناظم کا انتخاب تو ہو چکا ہے، مگر صدرِ محکمۂ شرعیہ کا انتخاب باقی ہے، اس کے لیے موزوں شخصیت آپ کے نزدیک کون ہے؟ مطلع کیجیے۔ ممکن ہو تو ایک روز آ جائیں۔

سید عبدالرحیم

مکتوب [۱۰]

﴿ہم سب آپ کے جواب پر دستخط کر دیں گے﴾

باسمہ تعالیٰ

۱۹/شعبان، ۸ھ

مکرمی و محترمی مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب

بعد سلام مسنون!

ایک خط ڈابھیل کے پتے سے [پر] لکھا ہے۔ اس خیال سے کہ شاید خانپور آپ گئے ہوں، یہ خط خانپور کے پتے سے [پر] ارسال ہے۔ مولانا مصلح الدین صاحب نے آپ سے گفتگو کی ہوگی کہ پاکستان سے قادیانیوں کے ذبیحے سے متعلق جو جواب برائے تصدیق آیا ہے، اس کا جواب ہم سب کا مشترکہ جائے، یہ مناسب ہوگا۔

مولانا نے مجھے خط لکھا اور لکھا تھا کہ میرے مشورے سے آپ (مولانا احمد صاحب) جواب مرتب کریں اور ہم سب اسی پر دستخط کر دیں۔ آپ اس درمیان راندیر تشریف نہیں لائے۔ میں نے مختصراً جواب لکھا ہے:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کا قادیانیوں کے ذبیحے سے متعلق رسالہ موصول ہوا۔ بینائی اور دماغی ضعف کی وجہ سے پورا رسالہ تو نہیں پڑھ سکا، خال خال دیکھا۔ ماشاءاللہ از روئے دلیل بہت خوب اور صحیح ہے۔

قادیانیوں کی اولاد (نسلی مرزائی قادیانی) غلام احمد قادیانی کو نبی یا کم از کم مسلمان مانتی ہو تو وہ کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہونا چاہیے۔ ان کو اہلِ کتاب کے حکم میں قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ علامہ شامیؒ غالی روافض کو کافر فرماتے ہیں اور ان کو اہلِ کتاب نہیں سمجھتے تو قادیانیوں کی اولاد کا شمار کس طرح اہلِ کتاب میں ہو سکتا ہے؟ والظه ان الغلاة من الروافض المحكوم بكفرهم لا ينفكون عن اعتقادهم الباطل في حال اتيانهم بالشهادتين وغيرهما من احكام الشرع كالصوم والصلاة فهم كفار لا مرتدون ولا اهل كتاب۔ [رسائلِ ابنِ عابدین: 1/370، مطبوعہ لاہور]

اب آپ حضرات چاہیں تو اس پر دستخط کر دیں یا پھر آپ کے جواب پر سب دستخط کر دیں۔

امید کہ آپ کا جواب مفصل ہوگا، اس پر ہم دستخط کر دیں گے۔

یہ کام اب جلد ہونا چاہیے۔

جلد جواب عنایت فرمائیں، فقط۔

بہ قلم اکرام الحق غفرلہ

بہ حکم حضرت مفتی صاحب مدظلہم

مکتوب [۱۱]

﴿آپ کو یہ منصب
محکمۂ شرعیہ کے ناظمِ اعلیٰ کا سپرد کیا جاتا ہے﴾

باسمہٖ تعالیٰ

راندیر

۲؍صفر المظفر، ۱۴۰۹ھ

عزیز القدر مفتی احمد خانپوری سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ عزیز مفتی مصلح الدین سلمہ کو مطلع کر دیا گیا کہ مفتی کچھولوی صاحب غائب ہیں، کوئی خط نہیں ہے، ان کو اس نظامت سے دلچسپی بھی نہیں تھی۔ کسی جلسے میں شرکت بھی نہیں کی، لہٰذا جگہ خالی کب تک پڑی رہے گی؟ مشورے سے آپ کو یہ منصب محکمۂ شرعیہ کے ناظمِ اعلیٰ کا سپرد کیا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اشرفیہ کی شرعی پنچایت میں مفتی عبدالغنی صاحب کی جگہ مفتی عارف حسن عثمانی صاحب کو اور مفتی کچھولوی صاحب کی جگہ مولوی یعقوب اشرف مہتمم اشرفیہ کو نامزد کیا گیا ہے، اطلاعاً تحریر ہے۔

دارالعلوم کنتھاریہ کے طلبا اور دارالعلوم ماٹلی والا کے طلبا نے اپنے حساب سے انتیسویں روزے کے حساب سے تیسواں چاند دیکھا، فون سے اطلاع دی ہے۔ میں نے دو گواہ طلب کر لیے ہیں، آج یا کل جمعے کو آجائیں گے، ان شاء اللہ، فقط۔

والسلام

احقر الانام سید عبدالرحیم غفرلہ

مکتوب [۱۲]

﴿ آپ لاجپور رہوتے ہوئے راندیر بہ آسانی آسکتے ہیں ﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۲۳/صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

مکرمی جناب ناظم صاحب امارتِ شرعیہ، گجرات

سلام مسنون!

تفصیلی خط سے بڑی تسلّی ہوئی، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

جمعرات کے بجائے جمعے کے دن عصر کے بعد مجلس رکھی ہے۔ آپ لاجپور ہوتے ہوئے راندیر بہ آسانی آ سکتے ہیں۔

’شاہین‘ میں کچھ مضمون آیا ہے، ملاحظہ کیجیے۔ ’مجاہد‘ باوجود تلاش کے نہیں ملا، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم غفرلہ

مکتوب [۱۳]

﴿مجلسِ تحفظِ اسلام کے بھی آپ ناظم ہیں﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۲۴/ربیع الثانی،۱۴۰۹ھ

محترم المقام جناب ناظم صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ دو تین جمعے سے انتظار ہے۔ بھائی بھی یاد کر رہے تھے۔ مفتی واڑی صاحب بھی پوچھ رہے تھے۔ بچوں کو لے کر خانپور جانا ہوا ہوگا۔

مجلسِ تحفظِ اسلام کے بھی آپ ناظم ہیں، انتخابی میٹنگ بلانے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق ہی مشورہ کرنا ہے۔ مفتی بیمات صاحب نے مضمون بنا کر بھیجا تھا کہ ترکیسر کی شرعی پنچایت[۱] کا حلقہ اور حدود کیا ہوں گے اور راندیر، سورت کے؟ چناں چہ اس وقت 'امید' میں اور 'حیات' میں دے دیا ہے۔

حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری ثم راندیری

خادم امارتِ شرعیہ، صوبۂ گجرات

---

[۱] مفتی صاحب نے اپنے ساتھ مولانا شیر علی صاحب اور مولانا یعقوب دیسائی صاحب کو بھی شامل کرلیا ہے، اطلاعاً تحریر ہے۔ ۱۲

مکتوب [۱۴]

﴿چاند ہوا ہو تو گواہوں کو بھیجیے﴾

باسمہ تعالیٰ

راندیر

۳۰/ذی الحجۃ الحرام، ۱۴۱۰ھ

مکرمی جناب مفتی صاحب زیدمجدکم

سلام مسنون!

کل دوشنبہ کو ۲۹/واں چاند تھا، شام سے ہی مطلع ابر آلود رہا۔ چاند دیکھنا مشکل تھا۔ آپ کی جانب کیا حال ہے؟ چاند ہوا ہو تو گواہوں کو بھیجیے، اخراجات کی ذمّے داری احقر پر رہے گی، فقط۔

احقر عبدالرحیم

مکتوب [۱۵]

﴿اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیات عطا فرمائیں﴾

مکرمی زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ آپ کے لیے فلاحِ دارین کی دعا کرتا ہوں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیات عطا فرمائیں اور جملہ مکارہ و آفات سے محفوظ رکھیں، فقط۔ والسلام

املاہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم

۲۷/۹/۱۴۱۰ھ

مکتوب[۱٦]

﴿دعا کیجیے احقر بھی دعا کرتا ہے﴾

باسمہ تعالیٰ

راندیر

۱۴/رمضان المبارک، ۱۴۱۰ھ

چہارشنبہ

عزیزِ گرامی مفتی احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

خدا کرے بہ عافیت ہوں۔ دعا کی درخواست ہے۔ دو روز دستوں کی شکایت کی وجہ سے ضعف بڑھ گیا۔ گذشتہ شب ٦/رکعات بیٹھ کر ادا کی۔ آج طبیعت ٹھیک ہے، دعا کیجیے احقر بھی دعا کرتا ہے۔

حضرت مہتمم مولانا سعید صاحب اور ان کے صاحب زادوں اور نائب مفتی صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور دعا کی درخواست، فقط۔

والسلام

سید عبدالرحیم

مکتوب [۱۷]

﴿مقامی ذمّے داران کے سامنے حلفیہ بیان دیا﴾

باسمہ تعالیٰ

محترم ومکرم جناب مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔

عرض ہے کہ کل شام دارالعلوم ماٹلی والا، بھروچ کے دو طالبِ علم (۱) حسین احمد محمد علی کھمباتی (متعلم عربی ششم) (۲) الیاس یوسف بورسدی (متعلم عربی پنجم) راندیر حاضر ہوئے اور انھوں نے مقامی ذمّے داران کے سامنے حلفیہ بیان دیا کہ ہم نے ماہِ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کا چاند ۲۳/جولائی بہ روز دو شنبہ مغرب کی نماز کے بعد فوراً دیکھا تھا اور ہمارے ساتھ دو طالبِ علم اور بھی تھے۔

حاضرینِ مجلس نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ = ۲۴؍جولائی اور یومِ عاشورا بہ روز پنج شنبہ ۲؍اگست ۹۰ء کو متعین کیا ہے۔

حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں سلام عرض کرکے مزاج پرسی کریں،

فقط۔

والسلام

احقر سید عبد الرحیم لاجپوری

۳؍محرم الحرام، ۱۴۱۱ھ

مکتوب [۱۸]

﴿آپ کی مرضی اور صواب دید پر ہے﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۶؍صفر المظفر ، ۱۴۱۱ھ

سہ شنبہ

مکرمی جناب مفتی احمد سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔فرزند سید حافظ مرغوب احمد سلمہ کو افریقہ کے سفر کا شوق ہے، حالاں کہ وہاں کے لوگ بھی پریشان ہیں،سکون ان کو بھی نصیب نہیں۔مرغوب کی خواہش ہے کہ مولوی شبیر احمد کے ساتھ مفتی احمد خانپوری کے اچھے تعلقات ہیں، اگر مفتی صاحب سفارش کر دیں تو میرا کام ہوسکتا ہے۔آپ کو مناسب معلوم ہوتا ہو اور اس کے حق میں وہاں کا سفر اچھا ہو تو مولوی شبیر کو لکھ دیا جائے۔آپ کی مرضی اور صواب دید پر ہے۔

مفتی عباس سلمہ اور مولوی احمد بزرگ اور مولوی موسی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے، خدا کرے آپ کے بچے مع الخیر ہوں اور خوش وخرم رہیں، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

مکتوب [۱۹]

﴿تیسواں چاند لوگ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے﴾

باسمہ تعالیٰ

راندیر

۲؍ربیع الثانی، ۱۴۱۱ھ

دوشنبہ

مکرمی جناب مفتی احمد صاحب زیدت معالیکم

بعد سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ باعثِ تحریر آں کہ جمعے کو چاند نظر نہیں آیا۔ دو شنبہ کو بھی نہیں دکھا، اس لیے بعضوں کو اگلے چاند پر شبہ ہونے لگا، حالاں کہ آپ کے دارالعلوم کے چار طلبا بھی گواہوں میں شامل ہیں، حلفیہ بیان دیا ہے۔ پھر دریافت طلب امر یہ ہے کہ آپ کے یہاں اور اطراف میں شنبہ کی شام کو چاند دیکھا گیا ہو تو لکھیے اور تحقیق کیجیے کہ کہاں کہاں دیکھا گیا۔ تیسواں ہونے کی وجہ سے عام طور پر لوگ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے، فقط۔

والسلام

احقر عبدالرحیم

مکتوب [۲۰]

﴿بار بار مشورے کی ضرورت پیش آتی ہے﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۲۵ /محرم الحرام، ۱۴۱۳ھ

عزیزِ گرامی مفتی احمد خانپوری سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون!

حالاتِ حاضرہ میں بار بار مشورے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس کے بغیر کوئی کام نہیں ہو پاتا۔ سب اپنے ذمّے دارانہ امور میں مشغول ہیں، ملاقات آسان نہیں۔

پاکستان سے حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب نے 'دعوۃ الحق' نامی ماہ نامہ جاری فرمایا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا، دو نمبر احقر کو ملے ہیں، مجلسِ مشاورت کے عنوان کے ذیل میں میرا نام، مولانا سید ابرار احمد سلمہ کا نام، مولانا احمد سعید بزرگ کا نام دیا ہے۔ اس سلسلے میں تعاون ضرور ہونا چاہیے، اس کی کیا صورت کی جائے؟ مولوی احمد ابن سعید بزرگ صاحب آپ کے یہاں سے کیا جواب دیا گیا یا دیا جائے گا اس کی نقل ارسال کریں۔

جواب کا منتظر!

احقر الانام سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

مکتوب [۲۱]

﴿اگر یہ جماعت صحیح ہے تو کوئی اندیشہ نہیں﴾

باسمہ تعالیٰ

از راندیر

۴؍صفر المظفر ۱۴۱۳ھ، سہ شنبہ

مکرمی جناب مفتی احمد صاحب زیدت معالیکم

سلام مسنون!

آپ آئے، وقت مختصر تھا، ضروری باتیں یاد نہیں آئیں۔ ایک بات یہ تھی کہ عرصہ ہوا مجلس تحفظِ اسلام کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ سنا جا رہا ہے کہ جماعتِ اسلامی والے سورت میں اٹھوا لائنس میں آفس قایم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ میر صاحب پرسوں آئے تھے، وہ بھی کہہ رہے تھے۔

اسلامی مومنٹ نئی جماعت بمبئی میں ہوئی تھی، اس کے متعلق میر صاحب کا خیال اچھا ہی ہے کہ یہ سب ایک ہی ہیں، بعض انکار کرتے ہیں۔ اگر یہ جماعت صحیح ہے تو کوئی اندیشہ نہیں، لیکن اگر جماعتِ اسلامی والے اس میں شامل ہوکر آفس قایم کرتے ہیں تو ہمیں مخالفت کرنی چاہیے، احتیاط اسی میں ہے۔ میٹنگ کرنی چاہیے، اولاً سورت کے بڑے لوگوں سے خانگی میں ملنے کا پروگرام بنایا جائے۔ ربیع الاول میں ۱۲؍روز تقاریر کا انتظام ہورہا ہے، باہر سے علما آئیں گے، اس سے پہلے میٹنگ ہوجانا مناسب ہے، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

مکتوب [۲۲]

﴿آپ غور کریں اور کوئی لائحۂ عمل تیار کریں﴾

باسمہ تعالیٰ

۱۴/رجب ۱۴ھ

۲۸/ ۱۲/ ۹۳ء

محترم ومکرم مولانا مفتی احمد صاحب دامت فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

آج کل کافی مشغولیت ہوگی، اگر قریب مدت میں سورت آنا ہوتو مجھ سے ملاقات کرنے کی کوشش فرماویں۔ مقصد یہ ہے کہ ائمۂ مساجد کی جو تنظیم قایم ہوئی ہے اور جس انداز میں حکومت کے سامنے یہ مسئلہ رکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شعار کے بالکل خلاف اور اس کی توہین ہے، اس کی ہر جگہ ہر مدرسے سے مخالفت ہونا چاہیے اور اس کے خلاف احتجاجی تار ہر مدرسے ہر تنظیم کی جانب سے حکومت کو جانے چاہئیں۔ خدا نہ خواستہ اگر حکومت اس میں مداخلت کرے گی تو اس کے

نتائج بہت ہی خطرناک ثابت ہوں گے۔ پورا ہنگامہ آپ کے سامنے ہے، جے پور میں پرسنل لا بورڈ نے بھی اس کے خلاف غالباً تجویز پاس کی ہے[۱]، اپنے یہاں سے غالباً اب تک خموشی ہے، یہ سکوت مضر ہوگا، اس کے لیے پیش رفت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں آپ غور کریں اور کوئی لائحۂ عمل تیار کر کے مہتمم صاحبان کو متوجہ کریں، فقط۔

والسلام

احقر الانام سید عبد الرحیم لاجپوری

مکتوب [۲۳]

﴿آپ جیسے ذی استعداد حضرات قریب ہوں تو﴾

باسمہٖ تعالیٰ

راندیر

۶؍ جمادی الاولی، ۱۴۱۵ھ

برادرِ عالی مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم

---

[۱] اس زمانے میں یہ مسئلہ زور شور سے اٹھا تھا۔ مولانا جمیل الیاسی صاحب حضرت لاجپوریؒ اور حضرت خانپوری مدظلہم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔ فتاویٰ رحیمیہ میں اس مسئلے پر مفصل فتویٰ موجود ہے۔ وہ فتویٰ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کتاب کے آخر میں بہ طور ضمیمہ شامل کر دی گئی ہے۔　ندیم

سلام مسنون!

عافیتِ طرفین مطلوب

بہ فضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ طبیعت بہ دستور چل رہی ہے۔ الحمدللہ آپ جیسے ذی استعداد حضرات قریب ہوں تو خدمت اور مشورے میں مدد ملتی رہے۔ بینائی کی خرابی کی بنا پر مطالعے سے قاصر ہوں۔ سہارے سہارے خط لکھ لیتا ہوں۔ خدا کرے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

بچوں کی خیریت، اپنی حالت، مہتمم صاحب کی خدمت میں لکھی ہے۔ مولانا اجمیری صاحب کی طبیعت روبہ صحت ہے، امید کہ آج گھر آجائیں گے، ان شاء اللہ۔ بھائی مولوی سید عبدالاحد قادری لسٹر جا کر زیادہ بیمار ہو گئے ہیں، دعا کیجیے، فقط۔

احقر الانام سید عبدالرحیم لاجپوری

مکتوب [۲۴]

﴿اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟﴾

باسمہ تعالیٰ

۶/ذی الحجہ، ۱۵ھ

مخدوم المکرم مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

عرض ایں کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طبیعت الحمدللہ رو بہ صحت ہے۔ ضعف ہے۔ گلوکوز کی بوتل جاری کی گئی تھی۔ الحمدللہ افاقہ ہے۔ دوسرا ایکسرے لیا، رپورٹ اطمینان بخش ہے۔ دعا فرماتے رہیں۔

بعدہ کل رات حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے فرمایا کہ مفتی احمد بیمات صاحب نے کہا تھا کہ احمد آباد میں ہونے والے اجلاس میں تقررِ قضاۃ کا مسئلہ بھی پیش ہونے والا ہے، جب کہ گجرات میں پہلے سے امارتِ شرعیہ کے ماتحت محکمۂ شرعیہ قایم ہیں تو اس مسئلے کو یہاں اٹھانا مناسب نہ ہونا چاہیے۔[۱]

---

[۱] احمد آباد میں مسلم پرسنل لا بورڈ کا جو اجلاس ہوا تھا اس کے ایجنڈے میں تقررِ قضاۃ کا مسئلہ بھی شامل تھا، لیکن گجرات میں پہلے ہی سے جمعیت علماے ہند کی جانب سے امارتِ شرعیہ اور اس کے ماتحت محکمۂ شرعیہ کا نظام جاری تھا۔ چوں کہ محکمۂ شرعیہ اور تقررِ قضاۃ کا مقصد مشترک ہے، اس لیے حضرت مفتی احمد بیماتؒ وغیرہ نے حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں محکمۂ شرعیہ کے ہوتے ہوئے تقررِ قضاۃ کی ضرورت نہیں۔ حضرت لاجپوریؒ کی ہدایت پر حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ سے اس سلسلے میں بات کی تو انھوں نے بھی اسے تسلیم کیا اور یقین دہانی فرمائی کہ اجلاس میں یہ مسئلہ زیرِ بحث نہیں آئے گا۔ اس موقع پر قاضی صاحبؒ نے ایک پریس کانفرنس کی تھی، اس میں صحافیوں کی جانب سے بھی یہ سوال پوچھا گیا کہ محکمۂ شرعیہ موجود ہوتے ہوئے قضاۃ کی تقرری کیوں؟ ان کے جواب میں بھی قاضی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ یہاں تقررِ قضاۃ کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے اس مسئلے کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ ندیم

احقر نے ان کو لکھا تھا (اس کی فوٹو کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کی تھی) کہ میں مولانا مفتی احمد صاحب سے مشورہ کروں گا۔اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟اس سے مطلع فرمائیں۔

ذمّے داروں کو خط لکھنا مناسب ہے یا نہیں؟ لکھنا ہو تو آپ مضمون مرتب فرمائیں یا پھر کبھی آپ یہاں تشریف لائیں تو اس وقت مشورہ کریں گے۔ بہ ہر حال آپ اس سلسلے میں غور فرمائیں۔

دعاؤں سے تعاون فرماتے رہیں، میں بھی آپ کے لیے دعا کرتا ہوں، فقط۔

والسلام

بہ حکم حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی

مکتوب[۲۵]

﴿اپنا حال تحریر کروادیں، حضرت فکرمند ہیں﴾

باسمہٖ تعالیٰ

راندیر

چہارشنبہ

۳۰/ ۳/ ۹۴ء

مخدوم المکرم حضرت مفتی احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ درد ہے یا نہیں وغیرہ کسی خادم سے اپنا حال حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے نام تحریر کرادیں، حضرت فکرمند ہیں۔[۱]

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی آنکھ کے آپریشن کا مشورہ ہو رہا ہے، اس کے ابتدائی مرحلے شروع ہونے والے ہیں، خون وغیرہ کی جانچ کرانا ہے، آج ڈاکٹر ایچ آر سید، ڈاکٹر یوسف صاحب آ گئے تھے، ان شاء اللہ یہ حضرات ابتدائی مرحلوں سے گزار کر جلد ہی آپریشن کی تاریخ متعین کریں گے۔ خصوصیت کے ساتھ آسانی اور آپریشن کامیاب ہونے کی دعا فرماویں، ان شاء اللہ آپ کی دعاؤں کی بڑی برکت ہوگی، مریض کی دعا رد نہیں ہوتی۔

کل حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ایک خط آپ کو لکھا ہے، اس میں احقر نے بھی کچھ سطریں لکھی ہیں اور دو تین چیزوں کے متعلق لکھا تھا کہ یہ مفید ہوں گی، بعد میں خیال آیا کہ آپ اپنے معالج کے ہی مشورے پر عمل فرمائیں یہ بہتر ہوگا، لہٰذا آپ مشورے کے مطابق عمل فرمائیں۔

[۱] سیدی حضرت خانپوری دامت برکاتہم کا ایک ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا اور آپ کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی تھی۔ ندیم

یہاں دیگر حضرات سے پھر تذکرہ کر کے دعا کی درخواست کی ہے۔

اللہ پاک آپ کو مکمل شفا جلد از جلد عطا فرمائیں۔

بندہ بہت ہی محتاجِ دعا ہے، فقط۔

والسلام

العبد اکرام الحق

مکتوب[۲۶]

﴿آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں﴾

۴/رجب، ۱۶ھ

28-11-95

محبِ مکرم مولانا مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

آپ کا آنکھ کے آپریشن کا ارادہ معلوم ہوا۔ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے آپریشن کو بے انتہا آسان اور کامیاب فرمائے اور آنکھوں میں نور پہلے کی بہ نسبت اور زیادہ عطا فرمائے کہ ان آنکھوں کے نور سے آپ دینِ متین کی بیش از بیش ٹھوس خدمات انجام دیں، ان شاء اللہ دعا کا پورا اہتمام پوری فکر کے

ساتھ رکھوں گا۔

آپ سے قلبی تعلق ہے اور آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، اللہ پاک آپ کو خوب خوب صحت وقوت عطا فرمائے اور آپ کو بے انتہا دین کی خدمات کے لیے قبول فرمائے اور اللہ پاک ان تمام خدمات کو قبول فرما کر اپنی رضا نصیب فرمائے۔

آپ مجھ احقر کے لیے دعا فرماتے رہیں، میرے لایق کوئی کام ہو تو ضرور تحریر فرمائیں، فقط۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم

ہم خدام احقر اور مولانا یوسف عبدالغفار بھائی بھی دل سے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں، آپ بھی ہمارے لیے دعا فرماتے رہیں، ہمارے لایق جو بھی خدمت ہو بلا تکلف موقع عنایت فرمائیں۔

بندہ اکرام

مکتوب [۲۷]

﴿آپ سے ماشاء اللہ خوب فیض پہنچ رہا ہے﴾

۲۸/ رمضان المبارک

محبی ومکرمی عزیز مولانا مفتی احمد خانپوری زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط موصول ہو کر کاشفِ احوال ہوا۔ میں خود آپ پر خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا، خیال یہ تھا کہ آپ عشرۂ اخیرہ میں تشریف لائیں گے، آپ نے سبقت کی۔ آپ کی یاد دل میں رہتی ہے، دعا کرتا ہوں، آپ بھی اپنی انفرادی اجتماعی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

اللہ رب العزت اعتکاف میں جو حضرات ہیں ان سب کے اعتکاف کو قبول فرمائیں، آپ سے ماشاء اللہ خوب فیض پہنچ رہا ہے، اللہ پاک مزید قبولیت عطا فرمائے اور آپ سے اللہ پاک مزید دینی خدمات لے کر اپنی رضا نصیب فرمائے، آمین۔

فتاویٰ رحیمیہ جلد: ۸ کی ایک قسط دیو بند مولانا سعید احمد دامت برکاتہم پر ارسال کر دی ہے۔ دوسری قسط بھیجنے سے پہلے ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ اس پر نظر فرمالیں، امید ہے کہ بہ صد شوق اسے قبول فرمائیں گے، فقط۔

احقر الانام سید عبد الرحیم لاجپوری

احقر خادم اکرام الحق اور مولانا یوسف صاحب کا سلام قبول ہو، دعاؤں کی درخواست ہے۔

مکتوب [۲۸]

﴿تشریف لے آئیں تو رو بہ رو بات چیت ہو جائے﴾

۲۸/ربیع الثانی[۱]

محترم المقام مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

عرض ہے کہ پرسوں میر صاحب آئے تھے۔ انھوں نے بتلایا کہ احمد آباد میں جمعیتِ علما کی میٹنگ میں پاس ہوا ہے کہ ۲۰/نومبر ۹۲ء سے ۳۰/نومبر تک کسی تاریخ میں بڑودہ میں جلسہ کیا جائے اور اصلاحِ معاشرہ کے سلسلے میں راہ اور طریقہ تجویز کیا جائے اور ساتھ ساتھ یہ بھی طے ہوا ہے کہ اس موقع پر امارتِ شرعیہ کا جلسہ بھی رکھا جائے۔ ۱۰/اراکین اور ممبران عہدے داران کو دعوت نامہ ارسال کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔

آپ امارتِ شرعیہ کے ناظمِ اعلیٰ ہیں، احقر کا خیال ہے کہ آپ اور مولانا مفتی احمد بیمات صاحب (صدر محکمۂ شرعیہ) اور جناب مولانا مفتی مصلح الدین صاحب اس ذمّے داری کو سنبھالیں اور آپس میں مشورہ کر کے پروگرام اور طریقۂ کار طے

[۱] پوسٹ کارڈ پر لگی مہر پر انگریزی تاریخ پڑھنے کی کوشش کی گئی تو 92-10-29 سمجھ میں آئی۔ ندیم

فرمائیں۔ کسی موقع پر آپ راندیر تشریف لے آئیں تو رو بہ رو بات چیت ہو جائے اور حضرت مولانا اجمیری صاحب سے بھی مشورہ کر کے ان کو بڑودہ چلنے کی دعوت پیش کی جائے۔

احقر تو اس سفر اور حاضری سے قاصر ہے، فقط۔

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری

خادم امارتِ شرعیہ، گجرات

مکتوب[۲۹]

﴿یہ وصف مرحوم کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا﴾

باسمہٖ تعالیٰ

۸/ربیع الثانی، ۱۶ھ

5-9-95

عزیزی محبی مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔

کشمیر کا سفر بہ عافیت پورا ہوا ہوگا۔ اللہ پاک اس تبلیغی و تعمیری و علمی سفر کو قبول فرما کر مزید دین کی خدمت کا موقع فراہم فرما کر قبول فرمائے اور اپنی رضا نصیب فرمائے، آمین۔

آج آپ کے ماموں جان کے انتقال پُر ملال کی اطلاع مفتی اسماعیل صاحب بھڑکودروی دام مجدہ کے خط سے ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے، سیئات کو مبدل بہ حسنات فرمائے، پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

مرحوم کے متعلق مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ مرحوم علما کے بہت قدرداں تھے، ان شاء اللہ یہ وصف مرحوم کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔

آپ کا سفرِ کشمیر کیسا رہا؟

آپ کو فتاویٰ رحیمیہ پانچ سیٹ دو طلبہ کے ہم راہ بھیج دیے تھے، آپ کو زحمت ہوئی ہوگی۔ لیکن ایک کام اور خدمت پیشِ نظر رہی تھی اور یہ اب معلوم ہوا تھا کہ رفقائے سفر ہیں۔ امید ہے کہ پانچوں سیٹ آپ نے مستحقینِ زکوٰۃ کو دے دیے ہوں گے۔ دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

۲۹/واں چاند نظر آ گیا تھا۔ مفتی اسماعیل صاحب نے ادھر کے بہت سے شاہدین کا بیان ارسال فرمایا ہے، منگل کی پہلی تسلیم کی گئی ہے، فقط۔

والسلام

به حکم حضرت مفتی صاحب مدظلہم

بندۂ ناکارہ بعد سلام طالبِ دعا ہے، ارسال کردہ ’خمسۃ آلاف‘ کی وصولی کا خط لکھ دیا تھا، ملا ہوگا۔ ۱۲

مکتوب[۳۰]

﴿آپ کی صواب دید پر موقوف ہے﴾

باسمہ تعالیٰ

۱۱/ربیع الثانی، ۱۶ھ

9-9-95

محترم المقام حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ اقدس بہ خیر ہوگا!

عرض ایں کہ اس سے قبل کشمیر سے واپسی پر آپ کے ماموں جان رحمہ اللہ کے وصال کے متعلق تعزیت نامہ لکھا ہے، موصول ہوا ہوگا۔ بعدہ عرض ایں کہ فتاویٰ رحیمیہ بہ مدِّ زکوٰۃ دس سیٹ صوفی باغ سے آپ کی خدمت میں پہنچیں گے یا پہنچ چکے ہوں گے۔ میرے نواسے مولوی سید خلیل احمد یہاں سے لے گئے ہیں۔

مستحقینِ زکوٰۃ اساتذہ میں تقسیم کرنا ہیں۔ اساتذہ کے علاوہ کوئی شوقین عالم یا طالبِ علم جو دینی خدمت میں مشغول ہوں اور مستحقِ زکوٰۃ ہوں ان کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، آپ کی صواب دید پر موقوف ہے۔

باقی حالات ٹھیک ہیں، دعاؤں میں فراموش نہ فرماویں، فقط۔

والسلام

حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری مدظلہم

بندۂ ناکارہ اپنے لیے اور خادم زادوں کے لیے محتاجِ دعا ہے۔

اکرام

مکتوب [۳۱]

﴿اللہ پاک آپ کی خانقاہ کو قبول فرمائے﴾

باسمہٖ تعالیٰ

مخدوم المکرم حضرت مولانا مفتی احمد صاحب مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔ اللہ پاک آپ کی خانقاہ کے جملہ معمولات اور معتکفین کو قبول فرمائے اور مزید روحانی ترقیات سے سب کو نوازے، آمین۔

بعدہٗ بہ غرضِ دعا یہ سطریں تحریر ہیں؛ احقر کے لیے اور خادم زادوں کے لیے ضرور دعا فرماویں، اللہ پاک ایمان پر استقامت، اپنا تعلق اور اپنی رضا اور حسنِ خاتمہ اور دارین کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ جو دعائیں انفرادی یا اجتماعی ہوں ان میں اس حقیر فقیر کو بھی اور احقر کے بچوں کو بھی شامل فرمالیں اور احقر اور بچوں کے مستقبل اور رمضان بعد جو معاملہ ہوگا اللہ پاک خیر مقدر فرمائیں اور جس میں بھی خیر ہو وہ عافیت، سہولت کے ساتھ طے فرمائیں۔ ذہن پر بہت بوجھ ہے، میں از خود فیصلہ کرنے کی حیثیت میں نہیں ہوں۔ ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ﴾[۱] ﴿حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾[۲]

امید ہے کہ ضرور دعا فرماویں گے۔ آپ کا قیمتی وقت ضایع کیا، معاف فرمائیں۔ جزاک اللہ خیر الجزاء فی الدارین، فقط۔

والسلام

العبد اکرام الحق غفرلہ ولوالدیہ

شب ۲۰/رمضان المبارک، ۱۴۱۷ھ

حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے لیے تو دعاؤں کا خاص اہتمام ہوگا۔

---

[۱] سورہ غافر، آیت: 44 (ترجمہ) میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔　ندیم

[۲] سورہ آلِ عمران، آیت: 173 (ترجمہ) ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔　ندیم

مکتوب [۳۲]

﴿آپ نے خطبۂ استقبالیہ تیار فرمالیا ہوگا﴾

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔ عرض ایں کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس کے لیے ایک پیغام تیار کیا ہے، اس کی فوٹو کاپی آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ آپ نے خطبۂ استقبالیہ [۱] تیار فرمالیا ہوگا۔ اللہ پاک آپ کی خوب لاج رکھے اور خوب خوب مدد فرمائے۔ اجلاس کو ہر اعتبار سے کامیاب فرمائے۔

دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں، فقط۔

والسلام

بہ حکم حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہم

---

[۱] یہ خطبۂ استقبالیہ نہایت پُرمغز اور اہم ہے، حال ہی میں ہم نے اسے کمپیوٹر کتابت کروا کر شایع کیا ہے۔ ندیم

پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

محترم و مکرم جناب صدرِ مجلسِ استقبالیہ

ومحترم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دیگر معزز اراکین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

صوبۂ گجرات کے مشہور تاریخی شہر احمد آباد میں ۷، ۸ / اکتوبر ۱۹۹۵ء کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا کل ہند بارھواں تاریخی اجلاس ہونے جارہا ہے۔ اہلِ گجرات کی سعادت مندی ہے کہ ان کو میزبانی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ حالاتِ حاضرہ میں اس اجلاس کی بے انتہا اہمیت ہے۔ مسلمانوں کے اہم مسائل پر ان شاء اللہ اس اجلاس میں گفتگو اور غور وخوض ہوگا۔ عالمِ اسلام کی مشہور و مقبول شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ اور دیگر علمائے عظام اور اربابِ دانش شرکت کر رہے ہیں۔ دل میں مسرت و شادمانی کے جذبات موجزن ہیں۔ اپنی پیرانہ سالی اور دیگر اعذار کی وجہ سے حاضری کی سعادت مندی سے معذور ہوں مگر دل میں مستقل اجلاس کی کامیابی کی فکریں

موجود ہیں اور بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں اور دعا کرتا رہوں گا، اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو امیدوں سے زیادہ کامیاب فرمائے اور عافیت کے ساتھ اختتام تک پہنچائے اور تمام معاملات کو آسان فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس مبارک اجلاس کی تمام تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی صورتیں پیدا فرمائے، اجلاس کے اثرات پائے دار اور نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

مسلم پرسنل لا بورڈ مسلمانانِ ہند کے دھڑکتے ہوئے دل کی آواز ہے، اللہ تعالیٰ اس کی آواز میں خوب خوب قوت پیدا فرمائے اور تمام مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر مسلمانوں کے اہم اور اجتماعی مسائل پر غور وخوض کی توفیق عطا فرمائے، آمین بحرمة النبی الأمی صلی اللہ علیہ وسلم۔

منتظمین رات دن اجلاس کی تیاریوں میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے، ان کی مساعیِ جمیلہ کو بارآور اور قبول فرمائے، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان خدمت کے لیے ان کا انتخاب فرمایا، اس پر وہ اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

این سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحاصل! صدرِ محترم اور تمام حاضرین اجلاس کو دل کی گہرائیوں سے نیک

خواہشات اور تمناؤں کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اجلاس کی کامیابی کے لیے رات دن اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں اور حاضرینِ مجلس سے بھی دعاؤں کا خواہش مند ہوں، فقط۔

والسلام

أملاہ: سید عبدالرحیم لاجپوری

مکتوب [۳۳]

﴿ان دونوں صاحبان کو تخلیے کا موقع عنایت فرمادیں﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم ومکرم مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی بہ خیر ہوگا۔

حاملِ رقعہ جناب انعام عظیم مرادآبادی اور ان کے برادرِ گرامی مولانا احمد لاٹ صاحب کا رقعہ لے کر آئے تھے، احقر ان دونوں حضرات کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے، ان دونوں صاحبان کو تخلیے کا موقع عنایت فرمادیں۔

مرادآباد سے یہ دونوں حضرات تشریف لائے ہیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں، فقط۔

به حکم حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب مدظلہم

۱۴؍ جمادی الاخری، ۱۴۱۶ھ

8-11-95

مکتوب [۳۴]

﴿اس سلسلے میں مجھے آپ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا﴾

باسمہٖ تعالیٰ

محبِ مکرم گرامی قدر حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

خدا کرے کہ آپ بہ عافیت ہوں۔

بیجاپور سے گذشتہ کل کی ڈاک میں ایک مخلص کا فکر آمیز خط ہے۔ اس کی کاپی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہماری طرف سے ان کے اجلاس میں کوئی نمائندہ بن کر جائے۔ اس سلسلے میں مجھے آپ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ خط کے مضمون سے آپ واقف ہو گئے ہوں گے کہ اس سلسلے میں کیا معلومات اور قابلیت کی ضرورت ہے۔ آپ کا کیا مشورہ ہے کہ اس سلسلے میں ان کو امید دلاؤں یا انکار لکھ دوں؟ فقط

والسلام

احقر سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ

۲۳ رشوال، ۱۴۱۸ھ

منسلک خط:

باسمہ تعالیٰ

بیجاپور

۹۸/۲/۵

محترمی ومکرمی مدظلہ

سلام مسنون

الحمدللہ تعالیٰ والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم:

رمضان المبارک میں ناچیز کا مکتوب مع ایک پمفلٹ بہ عنوان 'اجماعِ امت' موصول ہوا ہوگا۔ جنابِ عالی کے تاثرات کا انتظار رہا اور ہے۔ غیر مقلدین کے ۲۰، ۲۵ مولوی صاحبان یہاں ہی جگہ جگہ مساجد میں خطبات اور تقاریر کر کر کے اس کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر الحمدللہ کہ مختصر سے پمفلٹ نے اس گروہ کو بری طرح ہلا کر رکھ دیا ہے۔ افسوس تو حنفی المسلک عوام پر ہے جو اس گروہ کی ناپاک سازش کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔

الیکشن کی گڑبڑ ختم ہونے کے بعد ایک اجلاسِ عام تقلید، اجماعِ امت اور غیر مقلدین کی سازش اور تاریخ پر رکھنے کا ارادہ ہے۔ جنابِ عالی کے ایسے نمائندے کی ضرورت ہے جو تقلید پر اور حنفی المسلک پر کیے جانے والے اعتراضات کا شافی جواب دے سکے۔ بڑا اعتراض اس گروہ کا یہ ہے کہ حنفی مسلک صحیح احادیث کے خلاف ہے اور جمہور کے مسلک سے بڑی حد تک ہٹا ہوا ہے۔

بہ ہر حال یہاں کے عوام کے سامنے بڑی قطعیت کے ساتھ اور پوری وضاحت کے ساتھ بات کو پیش کرنے کی ضرورت ہے تا کہ غیر مقلدین کے اعتراضات کی قلعی کھول دی جائے۔ آپ کے مکمل اعتماد [والے] نمائندے کو مستعد رہنے کے لیے ایما فرما دیجیے۔

ناچیز کے لیے دعائے خیر فرماتے رہیں، اپنے متعلقین کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

والسلام

سید محمود قادری

❑❖❑

باب [۴]

خطبات

خطبۂ صدارت[۱]

جماعت واجتماعیت: ضرورت واہمیت [۲]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ:

عزیزِ محترم حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب، علمائے کرام، مفتیانِ عظام، دیگر احبابِ ذی احترام!

مجھے آپ تمام حضرات کا پُر جوش استقبال کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس ہورہی ہے، أھلاً وسھلاً ومرحباً۔

محترم حضرات! ہم جس عظیم مقصد کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں حق تو یہ تھا کہ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہیے تھا، بہ ہر حال اس وقت بھی ہم لوگوں کا اس کی اہمیت کو محسوس کرنا اور باہم مِل بیٹھنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

---

[۱] یہ خطبۂ صدارت حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری نور اللہ مرقدہ، امیرِ شریعت گجرات نے اجلاسِ امارتِ شرعیہ، سورت، گجرات، منعقدہ 12 ربیع الثانی 1408ھ، مطابق 4 دسمبر 1987ء کو بہ روز جمعہ، بہ مقام میمن ہال، چوک بازار میں دیا تھا۔ اسے حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے تیار کیا تھا۔ ہم نے جدید اشاعت کے موقع پر اس میں حسبِ ضرورت حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ ندیم

[۲] عنوان مرتب نے قایم کیا ہے۔ ندیم

دورِ حاضر میں مسلمان جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ یقیناً بڑے تشویش ناک ہیں، اس وقت تمام اقوامِ عالَم ملتِ اسلامیہ کو لقمۂ تر بنانے کی فکر میں ہیں: تداعت عَلَيْكُمْ كَتَدَاعَى الْأَكَلَةِ على القَصْعَةِ[۱] کا منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ مسلمانوں کی غفلت و جہالت اور احکامِ دینیہ کی طرف سے بے پروائی نے دشمن عزائم کی تکمیل کی راہ کو اور آسان بنا دیا ہے۔

ملتِ اسلامیہ ہند کی مشکلات میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے اگر جان و مال کو تاراج کیا تھا تو آج خود دین و مذہب پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ اسلامی شعار ڈاڑھی پر قدغن لگائی جا رہی ہے۔ خدائے پاک کے آخری

---

[۱]عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَة إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ". حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوں گے لیکن تم سیلاب کے جھاگ کے مانند ہوں گے، اللہ تعالیٰ تمھارے دشمن کے سینوں سے تمھارا خوف نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! وھن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا ڈر۔ [ابوداود: 4297] ندیم

صحیفۂ ہدایت قرآنِ حکیم کی تعلیم و اشاعت پر پابندی عائد کرانے کے لیے قانونی بہانہ تلاش کیا جا رہا ہے۔ اسلامی عبادت گاہوں پر جابرانہ قبضے کی اسکیموں کو بہ روئے کار لانے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو دین و مذہب سے محروم کر دینے کے لیے حکومتی سطح پر قانون سازی کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ ان تمام پریشان کُن حالات کے مقابلے کے لیے اور ان حالات میں دین و مذہب پر عمل کی صورتیں آسان و عام کرنے کے لیے اجتماعی قوت وطاقت کی ضرورت ہے۔

دینِ اسلام یوں تو اَن گنت محاسن وخوبیوں کا مجموعہ ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے لیکن اس کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک اساسی خوبی جو ہر جہت سے ممتاز اور تمام مِلل اور مذاہب میں اس کو یکتا اور بے مثال قرار دیتی ہے وہ اجتماعیت ہے۔

اسلام نے پہلے تو اجتماعیتِ نظری پیدا کی کہ سب انسان نظر وفکر اور اعتقاد وخیال کے تشتّت سے بچیں اور ان کا قبلۂ نظر وفکر ایک ہو، تاکہ وہ تفرق وتحزب، پارٹی سسٹم اور گروہ بندیوں کے عذاب سے نجات پائیں، جس کو ہم اتحادِ مسلکی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس نے تفریق سے سارے ہی انسانوں کو روکا۔

فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[1]

کہیں فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾[2]

کہیں اختلاف کو خلافِ رحمت قرار دیا: ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ﴾[3]

اختلاف کو خسف وغیرہ کی طرح عذاب بتلایا: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾[4]

دوسری جگہ اس تفرق سے بچنے کے لیے حکومتی حکم دیا: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا

---

[1] سورہ آلِ عمران، آیت: 103 (ترجمہ) اور اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ ندیم

[2] سورہ انعام، آیت: 159 (ترجمہ) یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ان سے تمھارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ندیم

[3] سورہ ہود، آیت: 118، 119 (ترجمہ) اور وہ اب ہمیشہ مختلف راستوں پر ہی رہیں گے، البتہ جن پر تمھارا پروردگار رحم فرمائے گا۔ ندیم

[4] سورہ انعام، آیت: 65 (ترجمہ) کہہ دیجیے کہ وہ اس بات پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمھارے اوپر سے بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے (نکال دے) یا تمھیں مختلف ٹولیوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے بھڑادے، اور ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھادے۔ ندیم

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[١]

یہ اصولی اختلاف جس کا نتیجہ عداوت وتفریقِ باہمی ہے ایسا خطرناک مہلکہ ہے جس سے حضراتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک نے سخت خوف کھایا ہے، حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے ڈرے، وہ خود ہی مُقِر ہیں: ﴿قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي﴾[٢]

جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرکین کا وجود بہ حالتِ شرک گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن فتنۂ باہمی اور اختلاف وشقاق قابلِ برداشت نہیں یعنی مسلم وکافر بھی رہیں تو صلحِ باہمی سے رہیں، آپس کی خانہ جنگی سے نہ رہیں، تو پھر مسلم مسلم کی باہمی جنگ تو انبیا علیہم السلام کو کیسے گوارا ہوسکتی ہے؟

---

[١] سورہ آلِ عمران، آیت: 105 (ترجمہ) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جن کے پاس کھلے دلائل آچکے تھے، اس کے بعد بھی انھوں نے آپس میں پھوٹ ڈال لی اور اختلاف میں پڑ گئے، ایسے لوگوں کو سخت سزا ہوگی۔ ندیم

[٢] سورہ طٰہٰ، آیت: 94 (ترجمہ) حضرت ہارونؑ نے کہا: میرے ماں کے بیٹے! میری داڑھی نہ پکڑو، اور نہ میرا سر۔ حقیقت میں مجھے یہ اندیشہ تھا کہ تم یہ کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا پاس نہیں کیا۔ ندیم

گویا سلسلۂ معاشرت کا کفر، نزاع وخلاف ہے کیوں کہ معاشرتِ اسلامی کی روح اجتماعیت ہے اور تحزب وشقاق کی زَد بہ راہِ راست اسی روح پر پڑتی ہے، اس لیے اس روح کو فنا کرنے والے کافر پکارے گئے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا: :لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ".[۱]

بہ ہر حال! اس اجتماعیت کو جو درحقیقت اجتماعیتِ مسلکی ہے اور جسے اجتماعیتِ نظری کہہ سکتے ہیں، اسلام نے اصل و اساسِ اسلام قرار دیا اور اس سلسلۂ اجتماعیت سے نکل جانے کو خروج عن الاسلام سے تعبیر کیا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ". [مشکوٰۃ][۲]

---

[۱] عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ، ثُمَّ قَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ". حضرت جریرؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: لوگوں کو خاموش کردو! جب لوگ خاموش ہوگئے تو آپ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ [بخاری:7080] ندیم

[۲] عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ". حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی، اس نے بے شک اسلام کے پٹّے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ [ابوداود:4758] ندیم

دوسری حدیث میں باوجود صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے اجتماعیت سے خروج کو خروج عن الاسلام سے تعبیر فرمایا ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے: عن الحارثِ الأشعري قال: قال رسولُ اللہ ﷺ: آمرُکم بخمسٍ: بالجماعةِ، والسَّمعِ، والطاعةِ، والھجرةِ، والجھادِ في سبیلِ اللہ، وإنَّہُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِیدَ شِبرٍ؛ فَقَد خَلَعَ رِبْقَةَ الإسْلَامِ مِنْ عُنُقِہِ، إلَّا أَنْ یُرَاجِعَ، وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَی الجاھلِیَّةِ؛ فَھُوَ مِنْ جُثی جَھَنَّمَ، وَإِنْ صَامَ وَصَلَّی وَزَعَمَ أَنَّہُ مُسْلِمٌ". [مشکوٰۃ][۱]

اس حدیث میں پہلے شیرازہ بندی کا حکم دیا گیا ہے جس سے متحدہ نظام قایم ہو سکے اور وہ بغیر امیر کے نہیں ہوسکتا کہ وہ مرکز ہے اور مرکزیت بغیر شیرازہ بندی نہیں ہوتی، اس لیے نصبِ امام کا حکم دیا۔ پھر امامت وامارت بغیر سمع وطاعت کے چل نہیں سکتی، اس لیے اتباعِ امام کا حکم دیا۔ بہ ہر حال اس حدیث میں خروج عن الجماعة کو خروج عن الاسلام سے تعبیر فرمایا گیا ہے، اگرچہ صوم وصلوٰۃ کی

[۱] حضرت حارث اشعریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں؛ (۱) جماعت کے ساتھ رہنا (۲) بات سننا (۳) اطاعت کرنا (۴) ہجرت کرنا (۵) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ جو جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا پٹّا اپنی گردن سے باہر نکال پھینکا، الّا یہ کہ وہ واپس آجائے، اور جس شخص نے جاہلیت کی طرح پکارا وہ دوزخیوں کی جماعت کا فرد ہے اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور بہ زعمِ خود یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ [مشکوۃ، کتاب الامارۃ و القضاء: 3694] یہ حدیث ترمذی میں مفصل ہے۔ [برقم: 2863] ندیم

پابندی بھی کی جارہی ہو۔ اس سے واضح ہوا کہ درحقیقت اسلام نام ہے ایک متحدہ نظام اور منظم مسلک کا، جس کی اوپری سطح سیاست اور روح دیانت اور تعلق مع اللہ ہے، اور جس کی انتہائی غرض اعلاء کلمۃ اللہ ہے، تعیّشِ انسانی اور تَن پَروری نہیں، مگر اجتماعیتِ نظر وفکر یا اجتماعیتِ مسلک قایم نہیں رہ سکتی تھی جب تک کہ علمی پروگرام اجتماعی نہ ہو، جس کے ذریعے یہ فکر مستحضر رہے اور لوگ اس فکری نقطۂ نظر سے ہٹنے نہ پائیں، تو اسلام نے اجتماعی پروگرام پیش کرنے میں اعجاز سے کام لیا اور محیّر العقول طریقے پر عملی اجتماعیت کے نمونے پیش کیے۔

اس کی پہلی روِش یہ ہے کہ مسلمان انقطاعی زندگی، شخصی حیات اور انفرادیت سے بچ کر عمل کے اجتماعی میدان میں آئیں اور جماعتی زندگی اختیار کریں، جو کام بھی ہومل کر ہو، پس اجتماعیتِ عملی کے معنی ہوئے ایسا اشتراک فی العمل جو دارین میں پوری جماعتِ مسلمین کے لیے نافع ثابت ہو۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا﴾ آیتِ کریمہ میں حبل اللہ سے مراد قرآنِ کریم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کتابُ اللهِ هو حبلُ اللهِ الممدودَ من السماءِ إلى الأرضِ. [1] یعنی کتاب اللہ اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔

[1] الجامع الصغیر للسیوطی: 6202 ندیم

محاورۂ عربی میں حبل سے مراد عہد بھی ہوتا ہے اور مطلقاً ہر وہ شے جو ذریعے یا وسیلے کا کام دے سکے۔ قرآن کو یا دین کو رسّی سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہلِ ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قایم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ایمان والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔

حاصل یہ کہ قرآن کے اس ایک جملے میں دو حکیمانہ اصول بتلائے گئے: ایک یہ کہ ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نظامِ حیات یعنی قرآن پر مضبوطی سے عامل ہو، دوسرے یہ کہ سب مسلمان مل کر اس پر عمل کریں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان سب باہم متفق و منظم ہو جائیں جیسے کوئی جماعت ایک رسّی کو پکڑے ہوئے ہو تو پوری جماعت ایک جسدِ واحد[ا] بن جاتی ہے۔

پھر اس میں ایک لطیف تمثیل بھی ہے کہ مسلمان جب اللہ کی کتاب سے اعتصام کر رہے ہوں تو اس کی مثال اس جماعت جیسی ہے جو کسی بلندی پر چڑھتے وقت ایک مضبوط رسّی کو پکڑ لے اور ہلاکت سے محفوظ رہے۔

[ا] عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى". حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مومنوں کو ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی و شفقت میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ [بخاری: 6011] ندیم

لہٰذا اشارہ فرمایا کہ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہو گے تو کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا، اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور نا قابلِ تسخیر ہو جائے گی۔ قرآنِ کریم سے تمسّک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہو جاتی ہیں اور ایک مُردہ قوم حیاتِ تازہ حاصل کر لیتی ہے اور اس سے ہٹ کر ان کی قومی و اجتماعی زندگی تو تباہ ہو ہی جائے گی اور اس کے بعد انفرادی زندگی بھی کوئی چیز نہیں۔[۱]

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ امتِ مسلمہ اجتماعی زندگی کی مکلّف ہے اور انفرادی زندگی پر قناعت اس کی قومی زندگی کے لیے شرعی حیثیت سے بھی نقصان دہ و ہلاکت خیز ہے اور دنیوی لحاظ سے بھی، پھر اسلام میں اجتماعیت کا تصور بغیر امیر و امام کے نہیں پایا جاتا، اس لیے کہ اجتماعیت میں اگر تنظیم نہ ہو تو وہ ایک بھیڑ ہے اور تنظیم بلا مرکزیت کے نہیں ہو سکتی، جس کی صورت قیامِ امارت ہے، اس لیے شریعت نے امارت قایم کی۔

---

[۱] عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَأْخُذُ الشَّاذَةَ وَالْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ. حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جس طرح بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے، وہ اس بکری کو اٹھا کر لے جاتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ نکلی ہو یا ریوڑ سے دور چلی گئی ہو یا ریوڑ کے کنارے پر ہو، اور تم پہاڑ کی گھاٹیوں (یعنی گمراہی) سے بچو، نیز جماعت اور مجمع کا ساتھ تھامے رہو۔ [مشکوٰۃ، کتاب الایمان، باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ: 184] ندیم

اسلام نے ہر اجتماع میں امارتی تنظیم پیدا کی خواہ عبادات ہوں یا معاشرت، چناں چہ نماز فرض کی تو جماعت کے ساتھ ایک امام کی اقتدا میں اس کے ارکان و افعال ادا کرنے کا حکم دیا، زکوٰۃ فرض کی تو اس کے جمع وصَرف میں بیت المال کے ذریعے نظم پیدا کیا، حج میں ارکان و مناسک کی ادائیگی امیرِ موسم کے ماتحت رکھی گئی، سفر تک میں اجتماعیت پیدا کی گئی کہ چند افراد مل کر اگر سفر کریں تو آپس میں نظم پیدا کرلیں، قافلۂ سفر کا امیر تجویز کیا گیا۔

الحاصل! جب اسلام امتِ مسلمہ سے تنظیمِ جماعت اور اجتماعی زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو مکلّف بناتا ہے کہ وہ اپنے لیے کسی امیر وامام کا انتخاب کریں اور اس کی قیادت وسیادت میں اپنے ملّی امور انجام دیں۔

نظامِ امارت کی ضرورت واہمیت بلکہ وجوب پر ماضی قریب میں ہمارے اکابر میں سے اکثر نے زور دیا ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

> ہندوستان میں قیامِ امارت اور نظامِ شرعی کی ضرورت واہمیت اُس وقت محسوس ہونے لگی تھی جب کہ اسلامی حکومت کا چراغ گُل ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ نے اپنے وقت میں

قیامِ امارت کے وجوب کا فتویٰ دیا تھا، چناں چہ اس فتوے پر سب سے پہلے اس وقت عمل کیا گیا جب کہ حضرت سید احمد بریلویؒ کو امام اور امیر منتخب کیا گیا۔ پھر ۱۸۵۷ء میں حضرت حاجی امداد اللہؒ کو امام و امیر منتخب کیا گیا۔ لیکن اس انقلابِ عظیم کے بعد حالات ناسازگار ہو گئے، زبان و قلم پر جبروتی مہریں لگا دی گئیں، مگر ہمارے اکابر کے دل و دماغ اس تخیل سے کبھی غافل نہیں رہے اور مقصدِ عظیم کے مبادیات میں مشغول رہ کر اس وقت کا انتظار کرتے رہے جب کہ حالات سازگار ہوں اور اسلامی نظام، جماعتی شرعی اصول وضوابط سے قایم کرنا ممکن ہو جائے، اب جب کہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے تو ضرورت ہے کہ مرکزی نظامِ شرعی اور قیامِ امارت فی الہند کی تجویزِ شرعی کو عملی شکل دی جائے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

امامت کیا ہے؟ کسی لائق شخص کی سرداری میں افرادِ امت کی ایسی شیرازہ بندی کہ ان پر جماعت کا اطلاق ہو سکے، احکامِ شرعی کا نفاذ و اجرا بہ قدرِ امکان انتظام پا سکے، اور جمعہ و جماعت اور

نکاح وطلاق ومیراث وغیرہ کے احکام کی تنفیذ ہو سکے اور اگر اس سے زیادہ قوت ہو تو استخلاف وتمکین فی الارض کا وہ فرض بھی ادا ہو سکے جس کی بشارت قرآن پاک نے دی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں:

ہندوستان میں اب اور اب سے زیادہ مسلمانوں کو اپنی بقا کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک امارتِ شرعی کے ماتحت اپنے کو منظم کریں۔

الحمدللہ ہمارے اکابر کی دیرینہ تمنا برآئی اور ۲؍نومبر ۱۹۸۶ء کو دہلی میں ایک عظیم نمائندہ اجتماع منعقد ہوا جس میں دہلی، یوپی، بہار، مدھیہ پردیش، کیرالا، گجرات، اڑیسہ، مہاراشٹر، راجستھان، ہریانہ، کرناٹک، آسام، مغربی بنگال، آندھرا چودہ صوبوں کے تین ہزار سے زائد نمائندے شریک ہوئے جس میں علماومفتیان، مصنفین، عصری درس گاہوں کے لیکچرار اور پروفیسر، اسمبلی و پارلیمنٹ کے ممبران، ڈاکٹر، وُکلا، تجّار غرضے کہ ہر طبقے کے نمائندے شامل تھے اور ان کی موجودگی میں کُل ہند پیمانے پر نظامِ امارت کے قیام کی تجویز پاس ہوئی اور اس کے بعد امیر الہند کے طور پر محدثِ عصر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہم جیسی بین الاقوامی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا اور نائب امیر الہند کے طور پر حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہم کو چنا گیا، نیز کُل ہند امارت کے لیے

اکیس آدمیوں پر مشتمل ایک شوریٰ کا بھی اعلان ہوا۔ اسی مجلس میں پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بھی تشکیل کی گئی جو امارت کے لیے دستور تیار کرے۔ اس کے بعد صوبائی پیمانے پر بھی صوبائی امیر کے انتخابات عمل میں آئے چناں چہ صوبۂ گجرات میں بھی اس مقصد کے لیے ۲۸ رفروری ۱۹۸۷ء کو ایک نمائندہ اجتماع گجرات کے تاریخی شہر احمد آباد میں منعقد ہوا، جس میں امارت کی عظیم ذمّے داری کے لیے احقر کا انتخاب ہوا۔ اگر چہ میں اپنی جسمانی کم زوری اور دیگر امراض کی وجہ سے اس بارِ گراں کا متحمل نہیں، اسی لیے جب بھی میرے سامنے یہ بات آئی، اپنی معذوری ظاہر کرتا رہا، لیکن اہل الرائے حضرات نے مجھ پر اس ذمّے داری کو ڈال ہی دیا، اب عمل کا وقت آیا تو اپنی معذوری اور کم زوری کا احساس مزید شدت سے ہو رہا ہے۔ نیز کام کو آگے بڑھانے کے لیے رجالِ کار بھی ضروری ہیں اور دستور العمل بھی۔ دستور العمل ابھی تک مکمل نہیں ہوا کہ اس کے مطابق کام آگے بڑھایا جا سکے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس کام کو صحیح معنی میں آگے چلائیں گے۔

آپ تمام حضراتِ شرکا سے گذارش ہے کہ اس کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں، آپسی و باہمی تعاون کے بغیر اس کا انجام پانا مشکل ہے۔ ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[۱]

[۱] سورہ مائدہ، آیت: 2 (ترجمہ) نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔ ندیم

اس موقع پر میں امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مد ظلہم کا ایک بیان پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے مسئلۂ امارت کے سلسلے میں جن حضرات کو اشکال ہے اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

۵/دسمبر ۱۹۸۶ء کو کُل ہند امارتِ شرعیہ کی مجلسِ شوریٰ کا انعقاد دہلی میں ہوا، اس میں حضرت محدث اعظمی نے فرمایا:

(الف) اس امارت کا مقصد صرف مسلمانوں کی تنظیم کرنا اور معاشرتی اصلاح وغیرہ ہے۔

(ب) اس امارت کی طرف سے قاضی مقرر نہیں کیے جا سکتے، اس لیے فصلِ خصومات کا کام 'حیلۂ ناجزہ'[1] کے مطابق شرعی پنچایت سے لیا جائے گا، جس کا نام ہوگا 'محکمۂ شرعیہ'۔ [بحوالہ دو ماہی 'الریاض'، ص: 17، 18، ربیع الاول، ربیع الثانی 1407ھ، جلد: 3، شمارہ: 2]

[1] اس میں کُل پانچ رسائل ہیں: (۱) الحیلة الناجزه للحليلة العاجزة: یہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحریر ہے (۲) المختارات في مهمات التفريق و الخيارات: یہ حضرت مولانا عبد الکریم گمتھلویؒ کی تحریر ہے، جو حضرت تھانوی کے حکم پر مرتب کی گئی تھی (۳) حکم الازدواج مع إختلاف دين الأزواج: یہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی تحریر ہے، یہ بھی حضرت تھانوی کے حکم سے لکھی گئی ہے (۴) المرقومات للمظلومات: یہ مذکورہ بالا تینوں رسائل کا خلاصہ ہے، اسے حضرت تھانوی نے از خود تحریر فرمایا تھا (۵) رفاق المجتهدين للنظر في وفاق المجتهدين: یہ حضرت مولانا عبد الکریم گمتھلویؒ کی تحریر ہے، اس میں الحیلۃ الناجزہ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب ہے۔ ندیم

حضرت امیر الہند مدظلہم کے اس مختصر و جامع کلام میں 'امارتِ شرعیہ' کے کام کی نوعیت متعین ہو جاتی ہے اور ہمیں اِنھی خطوط پر کام کرنا ہے۔

سب سے اہم اصلاحِ معاشرہ ہے، اس میں خصوصی طور پر نکاح وطلاق و نفقے کے جو معاملات پیچیدگی اختیار کرتے ہیں اور معاملہ کورٹ تک جاتا اور نتیجے میں غیر شرعی فیصلے ہوتے ہیں اور اس کے ضمن میں مخالفینِ اسلام قرآن وسنت کو ہدفِ تنقید بنا کر مسلمانوں کے ذہن کو خراب کرنے اور اسلام سے برگشتہ کرنے کی سعی کرتے ہیں اور مسلمان بھی وقتی لالچ اور انتقامی جذبات میں آکر ان فیصلوں کو منظور کر لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۝﴾[1]

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ

[1] سورہ نساء، آیت: 65 (ترجمہ) نہیں، (اے پیغمبر) تمھارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمھیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر دیں۔ ندیم

وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ[۱]

محکمۂ شرعیہ کا قیام ان تمام دشواریوں کا حل ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ تمام اضلاع میں اس کی شاخیں ہوں اور ہر ہر بستی کی مسلم جماعتیں اسی نظام پر عمل کا فیصلہ کرلیں اور اپنے اپنے لوگوں کو اس پر عمل کے لیے مجبور کریں۔ شروع میں یہ بات کچھ گراں سی معلوم ہوگی، لیکن مستقبل میں جب اس کے ثمرات و برکات ظاہر ہوں گے تو اس کی افادیت سمجھ میں آئے گی، نیز اس نظام کو چلانے کے لیے مالی سرمایہ بھی ضروری ہے جس کے لیے بیت المال کا قیام عمل میں آیا ہے۔ بیت المال جہاں زکوٰۃ وصدقات کی تقسیم کو منظم کرے گا، وہیں اس میں دوسری مدّات بھی ہوں گی، جن سے معاشرے کی اصلاح میں مدد ملے گی، بے یار و مددگار عورتوں کے نباہ میں تعاون ہوگا۔

بہ ہر حال! اس کا تفصیلی پروگرام ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ آپ کے سامنے لایا جائے گا، آپ ان مقاصد کے لیے اپنے حلقے میں لوگوں کی ذہن سازی کریں اور اسلامی طریقِ زندگی کے لیے بہ رضا و رغبت ان کو آمادہ فرمائیں۔

---

[۱] سورہ احزاب، آیت: 36 (ترجمہ) اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کردیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے۔ ندیم

اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو صحیح نہج پر چلانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اس راہ کی تمام مشکلات کو اپنے فضل وقدرتِ کاملہ سے آسان فرمائے، آمین بجاہ النبی الأمی صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں آپ تمام حضراتِ مدعوئین کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس عظیم مقصد کی اہمیت کو محسوس فرما کر ہماری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے طولِ سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہوئے اجلاس میں تشریف آوری کی زحمت گوارا فرمائی، جزاکم اللہ أحسن الجزاء، اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ جب اس مقصودِ اصلی کے لیے جدوجہد کا وقت ہوگا آپ اپنے بھرپور تعاون اور عملی شرکت سے ہمیں ممنون فرمائیں گے، وآخر دعوانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِین.

❑❖❑

خطبہ[۱]

علما کا اتّفاق واتّحاد

کیا؟ کیوں؟ کیسے؟[۲]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم المقام صدرِ اجلاس حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم اور قابلِ صد احترام علماے کرام وقائدینِ ملت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اس مبارک اجلاس کے موقع پر میں آپ تمام حضرات کو مبارک بادی پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس اجلاس کو کامیاب فرمائے اور آپس میں اتفاق واتحاد اور غلط فہمیوں کے دور ہونے کا ذریعہ بنائے، آمین بحرمۃ النبی الأمی صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[۱] یہ خطبہ بھی حضرت اقدس مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ کے ایما پر سیدی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا تھا۔ جدید ترتیب میں ضروری حواشی کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ ندیم

[۲] عنوان مرتب نے قایم کیا ہے۔ ندیم

محترم علماے کرام!

العلماء ورثة الانبیاء۔ [1] فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. [2] عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ. [3] وغیرہ وغیرہ بے شمار فضائل ومناقب علماے کرام کے ہیں اور اِنھی فضائل ومناقب کی بنیاد پر علما کی ذمّے داریاں بھی بہت اہم اور بہت زیادہ ہیں، اور حقیقت میں علماے کرام ہی امت کے مقتدا و مصلح ہیں اور علما ہی

---

[۱] إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. علما انبیا کے وارث ہیں اور بے شک انبیا کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے، جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیا کی وراثت سے بہت سارا حصہ حاصل کرلیا۔ [ترمذی: 2682] ندیم

[۲] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا: عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ، الحديث. حضرت ابوامامہ باہلیؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ان میں سے ایک عابد تھا، دوسرا عالم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔ [ترمذی: 2685] ندیم

[۳] اس روایت کی کوئی اصل نہیں، کسی معتبر کتاب میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔ قال السیوطی فی الدرر: لا أصل له، وقال فی المقاصد: قال شیخنا یعنی ابن حجر: لا أصل له، وقبله الدمیری والزرکشی، وزاد بعضهم: ولا یعرف فی کتاب معتبر، الخ. [کشف الخفاء ومزیل الالباس: 2/74، برقم: 1744] ندیم

امت کی صحیح رہنمائی اور رہبری کر سکتے ہیں اور اس ذمّے داری کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ۔[1] بنی اسرائیل کی سیاست وحکومت ان کے انبیا کرتے تھے، ایک نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی آجاتا تھا اور خبردار رہو میرے بعد کوئی نبی نہیں، ہاں میرے بعد خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

اس لیے علما میں اپنی مسئولیت کا احساس ہونا ضروری ہے نیز علما کے اندر اخلاص، للّٰہیت، دینِ اسلام کی خدمت کا جذبہ، امت کا درد اور آپس میں اتفاق واتحاد بھی بے مثل ہونا چاہیے۔ اور علما کا جوڑ، اتفاق واتحاد ہی عوام کے لیے مشعلِ راہ بن سکتا ہے۔ جب علمائے کرام باہم متفق ومتحد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند باہم مربوط ہوں گے تو اس کے نہایت خوش گوار اثرات عوام الناس پر پڑیں گے، اور اگر خدانہ خواستہ جماعتِ علما ہی انتشار کا شکار ہوجائے اور ان میں آپس ہی میں خدانہ کرے نزاعات پیدا ہوجائیں تو پھر اس کے کیا نتائج پیدا ہوں گے اس کا

[1]عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، الحديث. [بخاری:3455] ندیم

اندازہ آپ حضرات بہ خوبی لگا سکتے ہیں، اور اگر ہماری وجہ سے عوام بھی منتشر ہو جائیں اور وہ بھی گروہ بندی کا شکار ہو جائیں تو اس کی ذمّے داری اس وقت علما پر رہے گی اور علما اس کے جواب دہ ہوں گے۔

اللہ پاک ایسے حالات سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

محترم حاضرینِ اجلاس!

اس وقت اصلاح المسلمین کی نسبت سے جو صورتِ حال پیدا ہوئی ہے وہ بہت قابلِ افسوس ہے۔ علمائے کرام کی ذمّے داری ہے کہ وہ اس وقت حالات کا گہرائی سے جایزہ لیں اور جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں، اور جو حق پر نہ ہو اسے حق پر لانے کی اور عدل کے ساتھ دونوں جماعتوں میں صلح کرانے کی بھر پور کوشش کریں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝﴾ [قرآن مجید، سورۂ حجرات، آیت نمبر: 9، پارہ: 26]

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو (یعنی جھگڑے کی بنیاد کو رفع کر کے لڑائی موقوف کرا دو) پھر اگر (اصلاح کی کوشش کے بعد بھی) ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے (اورلڑائی بند نہ کرے) تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے (حکمِ خدا سے مراد لڑائی بند کرنا ہے) پھر اگر وہ (زیادتی کرنے والا فرقہ حکمِ خدا کی طرف) رجوع ہو جاوے (یعنی لڑائی بند کر دے) تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو (یعنی حدودِ شرعیہ کے موافق اس معاملے کو طے کردو محض لڑائی بند کرنے پر اکتفا نہ کرو، اگر صلح مصالحت نہ ہوئی تو پھر بھی لڑائی کا احتمال رہے گا) اور انصاف کا خیال رکھو (یعنی کسی نفسانی غرض کو غالب نہ ہونے دو) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ [معارف القرآن، خلاصۂ تفسیر، ص:110، جلد:8]

خلاصۂ تفسیر میں حضرت تھانویؒ نے صلح کرانے کے لیے جن باتوں کی طرف نشان دہی فرمائی ہے وہ بہت ضروری اور قابلِ عمل ہیں، اس لیے کہ جس طرح کسی پر الزام تراشی اور ناحق بدنام کرنا جرم ہے، اسی طرح کسی کی غلطی اور جرم پر چشم پوشی کرنا بھی جرم ہے، اس کی صحیح ہم دردی اور مدد یہی ہے کہ اس کو اس کی غلطی پر مطلع اور متنبہ کر کے اس سے باز رہنے کی ہدایت کی جائے۔

حدیث میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:
"أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَذٰلِكَ نَصْرُک اياه". متفق عليه. [مشکوٰة شریف، ص:422، باب الشفقة والرحمة على الخلق][1]

حضرت انسؓ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مظلوم کی مدد کرتا ہوں، ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کو ظلم سے روک دو، یہی تمھاری طرف سے اس کی مدد ہے۔

لہٰذا جو غلطی پر ہو اس کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں، اگر باز نہ آئے تو اس کا ساتھ نہ دیں۔

ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ

---

[1] عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟، قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ". [بخاری:6952] ندیم

النَّارُ﴾[۱] اور اے مسلمانو! ان ظالموں کی طرف مت جھکو، کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے۔ [سورۂ ہود، پارہ: 12، رکوع: 9] نیز ارشادِ خداوندی ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾[۲] تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ [سورۂ انعام، پارہ: 7، رکوع: 3]

مذکورہ بالا ہدایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فریقین میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے۔ صلح کرا دینا بہت مبارک عمل ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: أفضل الصدقة إصلاح ذات البين. بہترین صدقہ آپس میں صلح کرا دینا ہے۔ [کتاب الشہاب فی الحکم والامثال والآداب مع ترجمہ، ص: 145، حدیث نمبر: 976]

دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور آپس میں اتفاق واتحاد پیدا فرمائے۔

أَللّٰهُمَّ أَرِنَا الحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ.

آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم.

أملاہ: سید عبدالرحیم لاجپوری

۲۳ / صفر ۱۴۱۷ھ

❑❖❑

---

[۱] سورہ ہود، آیت: 113 ندیم

[۲] سورہ انعام، آیت: 68 ندیم

ضمیمہ

امام ومؤذن اور متولّی:

اوصاف اور ذمّے داریاں

﴿امامت کی تنخواہ اور اس کا معیار﴾
﴿معقول مشاہرے کے لیے ائمۂ مساجد کا تنظیم بنانا﴾
﴿مؤذن کے اوصاف/متولّی کے اوصاف/مساجد کا صحیح نظام﴾[۱]

سوال: امامِ مسجد کے لیے امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر لینا جائز ہو تو اس کا معیار کیا ہونا چاہیے؟ آج کل ائمۂ مساجد کو تنخواہ بہت کم دی جاتی ہے، مساجد کے متولی اور ذمّے داروں کو اس پر توجہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ ائمۂ مساجد کا معقول مشاہرے کے مطالبے کے لیے تنظیم بنا کر تحریک چلانا اور اس سلسلے میں حکومت سے تعاون حاصل کر لینا کیسا ہے؟ شرعاً اس میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اسلام میں منصبِ امامت کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک باعزت، باوقار اور باعظمت اہم دینی شعبہ ہے، یہ مصلیٰ رسول اللہ ﷺ کا مصلیٰ ہے، امام نائبِ رسول ہوتا ہے اور امام اللہ رب العزت اور مقتدیوں کے درمیان قاصد اور ایلچی ہوتا ہے، اس لیے جو سب سے بہتر ہو اسے امام بنانا چاہیے۔

---

[۱] مکتوب 22 کے حاشیے میں اس فتوے کا حوالہ دیا گیا تھا، یہ فتویٰ 'فتاویٰ رحیمیہ جدید' ترتیبِ پالن پوریؒ [3/52-60] سے ماخوذ ہے۔　ندیم

حدیث میں ہے: اگر تمھیں یہ پسند ہے کہ تمھاری نماز درجۂ مقبولیت کو پہنچے تو تم میں جو بہتر اور نیک ہو وہ تمھاری امامت کرے کہ وہ تمھارے اور تمھارے پروردگار کے درمیان قاصد ہے۔إن سر کم أن تقبل صلوتکم فلیؤمکم علماء کم فإنهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم، رواه الطبراني وفي روایة الحاکم فلیؤمکم خیارکم[۱] وسکت عنه. [شرح نقایہ: 82]

دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں جو سب سے بہتر ہو اس کو امام بناؤ، کیوں کہ وہ تمھارے اور تمھارے پروردگار کے درمیان ایلچی ہے۔ [حوالۂ بالا]

فقہ کی مشہور کتاب 'نور الایضاح' میں ہے: فالأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ، ثم الأورع، ثم الأسنّ، ثم الأحسن خلقاً، ثم الأحسن وجهاً، ثم الأشرف نسباً، ثم الأحسن صوتاً، ثم الأنظف ثوباً. [ص: 83، 84]

امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو دین کے امور کا زیادہ جاننے والا ہو (خصوصاً نماز سے متعلق مسائل سے سب سے زیادہ واقف ہو)، پھر وہ شخص جو تجوید سے پڑھنے میں زیادہ ماہر ہو، پھر وہ جو زیادہ متقی و پرہیزگار ہو، پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو، پھر وہ جو اچھے اخلاق والا ہو، پھر وہ جو خوب صورت اور باوجاہت ہو،

---

[۱] عَنْ مَرْثَدِ بْنِ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنْ سر کم أَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ؛ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فيما بينكم و بين رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ۔ [المستدرک علی الصحیحین، للحاکم: 5045] ندیم

پھر وہ جونسباً زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز اچھی ہو، پھر وہ جو زیادہ پاکیزہ کپڑے پہنتا ہو۔

اصلاً تو امامت پر اجرت اور تنخواہ (مشاہرہ) لینا جائز نہیں ہے کہ یہ طاعت ہے اور طاعت پر اجرت لینا جائز نہیں، مگر متاخرین فقہا نے ضرورت کے پیشِ نظر اجرت اور مشاہرہ لینے اور دینے کو جائز قرار دیا ہے۔

درِمختار میں ہے :ولا لأجل الطاعات مثل الأذان والحج والإمامة وتعليم القرآن والفقه، ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان.[درمختار مع ردالمحتار:5/46،باب:الاجارۃ الفاسدۃ]

خادمانِ مساجد (امام وغیرہ) و مدارس کو ان کی حاجت، علمی قابلیت اور تقویٰ وصلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشاہرہ دینا چاہیے، مسجد سے متعلق وقف کی آمدنی میں گنجائش ہو تو اس میں سے اور اگر گنجائش نہ ہو تو مسلمانوں سے چندہ کر کے ان کی ضرورت کے مطابق مشاہرے کا انتظام کرنا چاہیے۔

درِمختار میں ہے: ويعطى بقدر الحاجة والفقه والفضل، فإن قصر كان الله عليه حسيباً، زيلعي. وفي الحاوي: المراد بالحافظ في حديث لحافظ القرآن مائتا درهم، هو المفتي اليوم.

ردالمحتار میں ہے: (قوله ويعطى بقدر الحاجة) الذى فى الزيلعي هكذا، ويجب على الإمام أن يتقى الله تعالى ويصرف إلى كل مستحق قدر

حاجته من غير زيادة فإن قصر فی ذلک كان الله عليه حسيباً، اهـ. وفي البحر عن القنية: كان أبو بكر رضی الله تعالى عنه يسوّی في العطاء من بيت المال، وكان عمر رضی الله عنه يعطيهم على قدر الحاجة والفقه والفضل، والأخذ بهذا في زماننا أحسن فتعتبر الأمور الثلاثة،اهـ. أي فله أن يعطى الأحوج أكثر من غير الأحوج وكذا الأفقه والأفضل أكثر من غيرهما، وظاهره أنه لا تراعي الحاجة في الأفقه والأفضل وإلا فلا فائدة فی ذكرهما ويؤيده أن عمر رضی الله تعالى عنه كان يعطى من كان له زيادة فضيلة من علم أو نسبٍ أو نحو ذلك أكثر من غيره، وفی البحر أيضاً عن المحيط والرأی إلى الإمام من تفضيل وتسوية من غير أن يميل في ذلك إلى هوى، وفيه عن القنية وللإمام الخيار فی المنع والإعطاء في الحكم، اهـ. [درمختار وردالمحتار: 3/389، مطلب: فی مصارف بيت المال قبيل باب المرتد][۱]

فی زماننا یہ ذمّے داری متولیانِ مساجد اور محلہ وبستی کے با اثر لوگوں کی ہے، ان کو اس اہم مسئلے پر توجہ دینا بہت ضروری ہے، ائمۂ مساجد کے ساتھ اعزاز واحترام کا معاملہ کریں، ان کو اپنا مذہبی پیشوا اور سردار سمجھیں، ان کو دیگر ملازمین اور نوکروں کی طرح سمجھنا منصبِ امامت کی سخت توہین ہے، یہ بہت ہی اہم دینی

[۱] ردالمحتار علی الدرالمختار: 6/352، دار عالم الکتب، ریاض۔ ندیم

منصب ہے، پیشہ ور ملازمتوں کی طرح کوئی ملازمت نہیں ہے، جانبین سے اس عظیم منصب کے احترام، وقار، عزت اور عظمت کی حفاظت ضروری ہے۔

متولی اور مہتمم کا عالمِ باعمل ہونا ضروری ہے، اگر ایسا میسر نہ ہو سکے تو صوم وصلوٰۃ کا پابند، امانت دار، مسائل سے واقف کار، خوش اخلاق، رحم دل، منصف مزاج، علم دوست، اہلِ علم کی تعظیم وتکریم کرنے والا ہو؛ جس میں یہ اوصاف زیادہ ہوں اس کو متولی اور مہتمم بنانا چاہیے۔ ان اوصاف کے حامل اگر متولی ہوں گے تو اچھے اور قابل اماموں کا انتخاب کریں گے اور مساجد کا نظام بھی بہتر سے بہتر ہوگا، آج کل نااہل متولیوں کی وجہ سے نااہل اماموں کی بھر مار نظر آ رہی ہے اور مساجد میں بدنظمی ظاہر ہو رہی ہے۔

امامِ مسجد اگر حقیقتاً ضرورت مند ہے اور معقول مشاہرے کے بغیر اس کا گزر بسر مشکل ہو رہا ہو تو مناسب انداز میں متولیانِ مسجد اور محلّے کے بااثر لوگوں کے سامنے اپنا مطالبہ بھی پیش کر سکتا ہے اور ذمّے دارانِ مساجد اور بااثر لوگوں پر ہم دردی اور شفقت کے ساتھ اس طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے، اس صورت میں اماموں کو ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے منصبِ امامت کی توہین لازم آتی ہو ہرگز جائز نہ ہوگا، امام منصبِ امامت کے وقار، عظمت اور قدر وقیمت کا محافظ اور امین ہے، ایسا طریقہ جس سے منصبِ امامت کی تذلیل وتنقیص لازم آتی ہو ہرگز اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

لہٰذا معقول مشاہرے کی درخواست کے لیے اپنا معاملہ عدالت اور حکومت کے حوالے کردینا اور اس مقصد کے لیے ائمۂ مساجد کی تنظیم (یونین) بنانا اور اس کا ممبر بننا کسی حال میں قابلِ مدح نہیں بلکہ قابلِ مذمت اور لائقِ ترک ہے، اس سے ہمیں پابند ہوجانا پڑے گا اور ائمہ کے تقرر کے سلسلے میں جو شرائط اور معیار ہے اس کی پابندی نہ ہو سکے گی، وغیرہ وغیرہ۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے مسجد میں غیروں کا چندہ لینے کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے وہ لائقِ عمل ہے، فرماتے ہیں: یہ حکم تو نفسِ عطا کا ہے، لیکن نظراً إلی بعض العوارض الخارجية كالإمتنان على أهل الإسلام من أهل الكفر قبول کرنا مناسب نہیں، فإن الإسلام يعلو ولا يعلى، واليد العليا المعطية والسفلى السائلة، هذا ما عندي والله تعالى عنده علم الصواب. [امداد الفتاوی: 2/693، مطبوعہ دیوبند]

اسی اصول کو اس وقت بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

نیز یہ عبارت بھی پیشِ نظر رہے، درِمختار باب العاشر میں ہے: (هو أي العاشر: حرٌّ مسلمٌ) بهذا يعلم حرمة تولية اليهود على الأعمال.

ردالمحتار میں ہے: (قوله: هو حر مسلم) ولا يصح أن يكون كافراً، لأنه لا يلي على المسلم بالآية بحر والمراد بالآية قوله تعالى: ﴿وَلَن

يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾. [در مختار ورد المحتار: 2/51، باب العاشر]

لہٰذا از خود اپنا معاملہ ان کے حوالے کر کے دخل دینے کا موقع ہرگز فراہم نہ کیا جائے، فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر الانام سید عبد الرحیم لاجپوری ثم راندیری غفرلہ

۱۲/ شوال المکرم، ۱۴۱۵ھ

تصدیقات:

[۱] ما قاله المجيب المحقق المحترم فهو الحق والصواب، وأنا اتفق بالفتيا كل الاتفاق، احقر اسماعیل وادی والا غفرلہ، خادم التدریس والافتاء، جامعہ حسینیہ، راندیر۔ ۱۴/ شوال المکرم، ۱۴۱۵ھ (مفتی جامعہ حسینیہ راندر)

[۲] هذا هو الحق والصواب (مفتی) عارف حسن عثمانی۔ ۲۱/ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

[۳] بندہ اس جواب سے مکمل اتفاق کرتا ہے، ائمہ کی تنخواہوں کے معیار میں اضافے کا کام مسلمانوں کی تنظیموں اور جماعتوں کے ذریعہ انجام دیا جائے یہی مناسب ہے، حکومت کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے سے اس کو دیگر خالص دینی اور مذہبی امور میں دخل کا موقع اور جرات ہوگی، جس کا ضرر اظہر من الشّمس ہے، فقط۔ العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔ ۱۸/ شوال ۱۴۱۵ھ (مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، ضلع بلساڑ، گجرات) ❑

اضافہ از حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب رحمہ اللہ:

اس فتوے کا اہم پہلو یہ ہے کہ ائمہ مساجد کی تنخواہوں کے سلسلے میں حکومت سے تعاون کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ دوراندیشی اور غلط نتائج کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مندرجۂ بالا فتویٰ لکھا گیا ہے اور یہ بلا دلیل نہیں ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۝﴾

[سورہ توبہ، آیت:18]

اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ ادا کریں اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈریں، تو امید ہے کہ یہ لوگ (فلاح وکامیابی کی) راہ پانے والے ہوں گے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام الہند مولانا ابوالکلامؒ آزاد تحریر فرماتے ہیں:

نیز یہ حقیقت بھی واضح کردی کہ خدا پاک کی عبادت گاہ کی تولیت کا حق متقی مسلمانوں کو پہنچتا ہے اور وہی اسے آباد رکھنے والے ہو سکتے ہیں، یہاں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ فاسق و فاجر آدمی

مساجد کا متولی نہیں ہوسکتا- کیوں کہ دونوں کے درمیان کوئی مناسبت باقی نہیں رہتی، بلکہ متضاد باتیں جمع ہوجاتی ہیں- مسجد خدا پرستی کا مقام ہے اور متولی خدا پرستی سے نفور! [ترجمان القرآن][1]

جب فاسق و فاجر مسلمان تولیت کا اہل نہیں تو غیروں کی تولیت اور مساجد پران کی بالا دستی کا عدم جواز ظاہر ہے۔

امام کیسا ہونا چاہیے؟ اس کے متعلق بھی جو لکھا گیا ہے یہ پہلو بھی بہت زیادہ قابلِ توجہ اور لائقِ اصلاح ہے، اس سلسلے میں احقر کے برادرِ خورد مولوی سید عبد الاحد مرحوم نے اپنی مشہور کتاب 'مسلمان کی ڈائری' میں اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا ہے:

مسجد کا امام عالمِ باعمل بزرگ ہونا چاہیے، اگر ایسا نہ ملے تو جسے قرآن زیادہ یاد ہو اور اچھا پڑھتا ہو، ایسا امام رکھا جائے، آج کل ایسے امام ملنا چنداں مشکل نہیں، لیکن اب ایسے امام کی تلاش زیادہ ہے جو متولی کے اشاروں پر چلے اور متولی ایسے ہوتے ہیں جو کسی طرح مسجد کے اہتمام کے اہل نہیں۔

---

[1] ترجمان القرآن: 2/130　ندیم

آخر یہ کیا بات ہے کہ ہمیں اپنے معمولی سے کام کے لیے ملازم کی تلاش ہوتی ہے تو ہم بڑی احتیاط برتتے ہیں اور ہر طرح دیکھ بھال کر اپنی پسند کا ملازم رکھتے ہیں، لیکن جب مسجد کے لیے امام کی ضرورت وتلاش ہوتی ہے تب ہم مسجد کے لائق نہیں بلکہ اپنے مطلب کا امام ڈھونڈتے ہیں، اس وقت نہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ امام سند یافتہ عالم نہ سہی ضروری مسائل سے واقف بھی ہے یا نہیں، قاری اور حافظ نہ سہی لیکن کم از کم قرآن بھی صحیح پڑھتا ہے یا نہیں، کس عقیدے کا پیرو ہے اور کون سے مسلک کا حامی ہے؟ مقلد بھی ہے یا شترِ بے مہار؟ نہ تحقیق ہے نہ تفتیش، نتیجہ یہ کہ جو مؤذن بنانے کا اہل نہیں وہ امام بن جاتا ہے اور جو دنیا میں کسی مصرف کا نہ ہو وہ مؤذن بنتا ہے۔

جب متولی مسجد کی ذمّے داری اٹھانے کا اہل نہیں ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی مرضی کا نا اہل امام ہی تلاش کرے گا، گھوم پھر کر دیکھ لیجیے متولی اور نا اہل امام کی جوڑی آپ کو اکثر جگہ نظر آئے گی۔[مسلمان کی ڈائری، ص:152]

اسلام میں مساجد کی بہت ہی اہمیت اور بہت ہی عظیم حیثیت ہے، مساجد مراکزِ اسلام اور شعائرِ اسلام ہیں، مساجد روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس، سب سے پاکیزہ اور سب سے بہترین جگہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، دنیا میں جنت کے باغ ہیں، اسلام کے قلعے اور اہلِ اسلام کے اجتماعی نظام کے لیے مرکز ہیں، لہٰذا مساجد کا نظام جس قدر بہتر ہوگا مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اس کے نہایت خوش نما اثرات مرتب ہوں گے، مسلمانوں کا معاشرہ پاکیزہ بنے گا اور اسلام کی روح ان کی زندگیوں میں جلوہ گر نظر آئے گی۔

مساجد کا نام اور آبادی صرف اس کی ظاہری تعمیر و تزئین، اس کے نقش ونگار اور اس کے فلک بوس میناروں سے نہیں ہے، اس کی صحیح آبادی عبادتِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی اور اعمالِ مسجد سے ہے، ان امور کے پیشِ نظر مساجد کا صحیح نظام خداترس امام، صالح مؤذن اور باصلاحیت و اہل متولیوں پر ہے۔

امام حقیقت میں پورے محلّے، پوری بستی اور پوری قوم کا پیشوا ہوتا ہے، لہٰذا امام بہترین عالمِ باعمل، مسائل و احکامِ نماز سے خوب واقف، قرآن مجید باتجوید اور صحیح پڑھنے والا، خوش الحان، سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، خداترس، خوش اخلاق، ملن سار ہونا چاہیے، امام ایسا ہو کہ اس کے اندر دین کا درد اور امت کا غم ہو، اپنی اور قوم کی اصلاح کی فکر ہو اور اپنے دل سوز بیانات، مواعظِ حسنہ اور

تعلیم وتبلیغ کے ذریعے مسلمانوں میں دین کا شوق، خوفِ خدا، انابتِ الی اللہ، عبادت کا ذوق وشوق اور عبادت صحیح وسنت طریقے کے مطابق ادا کرنے کا جذبہ، دنیا کی بے ثباتی اور فکرِ آخرت، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی فکر پیدا کردے، بلاخوف لومۃ لائم معروف (نیکی) کا حکم کرے اور نواہی ومنکرات پر نکیر کرے، غمی کا موقع ہو یا خوشی کی تقریبات ہر موقع پر قوم کی صحیح رہ نمائی اور اسلامی تعلیمات سے واقف کرے، بدعات اور رسومات کی نشان دہی اور برملا ان پر روک ٹوک کرے، خود بھی اسلامی احکامات اور حضورِ اقدس ﷺ کی مبارک اور نورانی سنتوں پر سختی سے عمل کرے اور مسلمانوں کو بھی عمل کرنے کا عادی بنائے، مسلمانوں اور لوگوں کے ساتھ ایسی ہم دردی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے کہ چھوٹے بڑے، مرد وعورتیں، اپنے اور پرائے سب اس کے دل دادہ اور دل وجان سے اس پر قربان ہوجائیں، حتی کہ اپنے نجی معاملات میں بھی اس سے مشورے اور رہ نمائی حاصل کرکے اس کے مطابق عمل کرنے لگیں، اپنے اعمال واقوال سے لوگوں میں اسلام کی محبت اور دین کی ایسی عظمت پیدا کردے کہ ان کو اپنی اور اپنے اہل وعیال اور مسلمانوں کی اصلاح کی فکر پیدا ہوجائے، خود بھی دینی تعلیم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی فکر کریں اور اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کرنے کا شوق اور جذبہ پیدا ہوجائے اور قوم کے بچے بچیوں کی

بھی دینی تعلیم کی فکر پیدا ہو، اوراس کا انتظام کریں، خواتین میں بھی دین پر عمل کرنے، نماز، قرآن کی تلاوت اور عبادت کا شوق اور پردے کی اہمیت پیدا ہو جائے اور ہر مسلمان اپنے گھر سے برائیوں، ناچ گانے، ٹی وی اور وی سی آر کی نحوست کو ختم اور دور کرنے کی فکر اور کوشش کرنے لگے، غرض کہ امام کو اپنی ذمّے داری کا پورا احساس ہونا چاہیے اور اپنی ذمّے داری سمجھ کر محض رضاے الٰہی کے (نہ کہ دنیا کے بے حیثیت چند ٹکوں کے لیے) ان تمام خدمات کو انجام دے، ہر مسجد میں ایسے امام ہوں گے تو ان شاء اللہ مسلمانوں کے معاشرے میں اس کے بہترین اثرات آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

❑❖❑

حاشیہ از حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری صاحب رحمہ اللہ:

فقہاے کرام رحمہم اللہ نے ضرورت کی وجہ سے امامت وغیرہ پر اجرت (تنخواہ) لینے کے جواز کا اگرچہ فتویٰ دیا ہے مگر اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ اجرت اور تنخواہ کو ہرگز مقصود نہ بنائیں، صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو اور حضور اقدس ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور سلفِ صالحین کے طرزِ عمل کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھیں اور ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ [سورۂ بقرہ، آیت: 41] کا مصداق نہ بنیں۔

حق تعالیٰ رزاق ہیں، اسی پر توکل اور اعتماد اور اس کے خزانوں پر نظر رکھیں اور ارشاداتِ ربانی وفرموداتِ نبوی ﷺ کو حرزِ جاں بنائیں۔

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ جو اللہ سے ڈرتا ہے (اس کی نافرمانی اور گناہ کے کام نہیں کرتا) تو حق تعالیٰ اس کے لیے (مشکلات سے) نجات کی راہ نکالتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ [سورۂ طلاق، آیت: 3،2]

نیز قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ترجمہ: اور کوئی (رزق کھانے والا) جان دار روئے زمین پر ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمّے نہ ہو۔ [سورۂ ہود، آیت: 6]

نیز قرآن مجید میں ہے: ﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ترجمہ: اور کتنے جانور ہیں اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی، اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی، اور وہی ہے سننے والا اور جاننے والا۔ [سورۂ عنکبوت، آیت: 60]

فوائدِ عثمانی میں ہے: یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں اگلے دن کا قوت نہیں ہوتا، نیا دن اور نئی روزی [موضح]۔ پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائے گا؟ خوب سمجھ لو رزاقِ حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے، ہر ایک کا ظاہر و باطن اس کے سامنے ہے، کسی کی محنت وہاں رایگاں نہیں ہوسکتی، جو لوگ اس کے راستے میں وطن چھوڑ کر نکلے ہیں انھیں ضایع نہیں کرے گا، سامانِ معیشت کے ساتھ لے جانے کی فکر نہ کریں، کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی کمر پر لادے نہیں پھرتے، بھی رزاقِ حقیقی ان کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ ترجمہ: اللہ خود ہی سب کو روزی پہنچانے والا، نہایت قوت والا ہے۔ [سورۂ والذاریات، آیت: 58]

حدیث میں ہے: عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال، سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: لو أنکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تَغْدُوْا خماصاً وتروحُ بطاناً۔[1] ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنا چاہیے، تو وہ تم کو اس طرح روزی عطا کرے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے پیٹ جاتے ہیں شام کو بھرے پیٹ (اپنے گھونسلوں میں) واپس ہوتے ہیں۔
[مشکوۃ شریف، ص:452، باب التوکل والصبر]

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں:

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

---

[1] ابن ماجہ میں ہے: عَنْ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، يَقُولُ: "لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا". [ابن ماجہ: 4164] ندیم

اے خدا! آپ ایسے کریم ہیں کہ یہود و نصاریٰ، آتش پرست اور بت پرستوں (وغیرہ) کو اپنے خزانۂ غیب سے روزی پہنچاتے ہیں، دشمنوں پر جب ایسی نظرِ کرم ہے تو اپنے دوستوں کو (جو تیرے عبادت گزار ہیں) کیسے محروم رکھیں گے؟ [مقدمۂ گلستاں]

منقول ہے کہ کوّے کا بچّہ انڈے سے نکلتا ہے اس وقت اس کے بال و پر سفید ہوتے ہیں، نر و مادہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا بچّہ نہیں ہے، اگر ہمارا ہوتا تو ہم جیسا سیاہ ہوتا، اس لیے وہ (اسے) کھلانے سے گریز کرتے ہیں، بال و پر جب سیاہ ہونے لگتے ہیں تب اسے اپنا بچّہ سمجھتے ہیں اور پھر کھلانا پلانا شروع کرتے ہیں، اس عمر تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے اس طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ بچہ جب اپنی چونچ بار بار کھولتا ہے تو اس وقت حشرات الارض اور جراثیم ہوا کے ذریعے اس کے منھ میں پہنچ کر اس کی خوراک بنتے ہیں۔ [ابنِ کثیر، مظاہرِ حق]

اللہ پاک کوّے کے بچّے کو اس طرح روزی پہنچاتے ہیں تو کیا وہ رحیم و کریم ذات اپنے وفا شعار بندوں کو روزی نہیں پہنچائے گا؟ اس ذات وحدہ لاشریک لہ پر توکل کرو اور روزی کی بہت فکر مت کرو۔ بہ قولِ شاعر:

غمِ روزی مخور، برہم مزن اوراق دفتر را
کہ پیش از طفل ایزد پُر کند پستان مادر را

فکرِ معاش میں حیران و پریشان مت ہو، اللہ پاک ایسی قدرت اور رحمت والے ہیں کہ بچّے کے دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے پستانِ مادر میں دودھ مہیا کر دیے ہیں، تقدیر میں جو رزق ہے اس کا ملنا ایسا ہی یقینی ہے جس طرح موت آنا یقینی ہے، جو رزق مقدر میں ہے اس کے مکمل ہونے سے پہلے انسان کو موت نہیں آسکتی، مومن کو اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔

حدیث میں ہے: وفی روایۃ؛ وان روح القدس نفثَ في روعی أن نفساً لن تموت حتی تستکمل رزقها، ألا فاتقوا الله وأجملوا في الطلب، ولا يحملنكم استبطاء الرزق أن تطلبوه بمعاصی الله فإنه لا يُدرك ما عند الله إلا بطاعته **:یعنی حضرت جبرئیلؑ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی (یعنی بہ ذریعۂ وحی بتلایا کہ) کسی نفس کو موت نہیں آسکتی جب تک کہ وہ اپنا رزق مکمل نہ کرلے، لہٰذا اللہ سے ڈرو، اعتدال اور صحیح طریقے سے رزق طلب کرو اور دیر سے رزق ملنا تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے رزق تلاش کرنے لگو، اس لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے خزانے میں ہے وہ اللہ کی طاعت ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ [مشکوۃ شریف، ص:452، باب التوکل والصبر]**[1]

[1] **مکمل حدیث اس طرح ہے:** عن ابن مسعود قال، قال رسول الله ﷺ: أيها الناس! ليس من شيء يُقربكم إلى الجنة ويباعدكم من النار إلا قد أمرتُكم به، وليس شيءٌ يُقربكم من النار ويباعدُكم من الجنة إلا قد نهيتكم عنه، وإن الروحَ الأمينَ -وفي روايةٍ: وإن روح القدس- نَفثَ في رُوعي ان نفساً لن تموتَ حتى تستكملَ رزقها، ألا فاتقوا الله! و أجملوا في الطلب، ولا يحملنكم استبطاءُ الرزق أن تطلبوه بمعاصي الله، فإنه لا يدرك ما عند الله إلا بطاعته. **حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ہر وہ چیز جو تمھیں جنت کے قریب کرے اور جہنم سے دور کرے میں اس کے متعلق حکم دے چکا ہوں، اور ہر وہ چیز جو تمھیں جہنم کے قریب کرے اور جنت سے دور کرے میں اس سے تمھیں منع کرچکا ہوں، بے شک روح الامین - اور ایک روایت میں ہے - بے شک روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی جان دار اپنا رزق پورا کیے بغیر فوت نہیں ہوگا۔ سن لو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق تلاش کرو! اور رزق کی تاخیر تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اللہ کی نافرمانی کے ساتھ اسے طلب کرو، کیوں کہ جو اللہ کے خزانے میں ہے وہ محض اس کی طاعت کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ [مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب: التوکل والصبر :5300] ندیم**

ایک اور حدیث میں ہے: عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إن الرزقَ ليطلبُ العبدَ كما يطلبُه أجَلُه: **یعنی حضرت ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔** [مشکوۃ شریف، ص:454][1]

اور بھی بے شمار قرآن مجید کی آیات اور احادیث ہیں جن میں غور و تدبر سے ثابت ہوتا ہے کہ رزق کا تعلق اللہ رب العزت سے ہے، لہٰذا اسی ذات وحدہ لاشریک لہ پر کامل اعتماد اور توکل کرنا چاہیے۔ ان آیات اور احادیث پر اگر انسان کی نظر رہے تو پھر ان شاء اللہ اِدھر اُدھر حیران و سرگرداں نہ پھرے گا۔ اھ

❑❖❑

اسی طرح مؤذن دین دار اور صالح ہونا چاہیے، جو شخص پابندِ شرع نہ ہو فاسق ہو، اس کو مؤذن بنانا درست نہیں ہے، خدا کے گھر کا مؤذن دین دار، تعلیم یافتہ، احکامِ دینیہ خصوصاً اذان و نماز کے مسائل سے واقف، اوقاتِ نماز، صبحِ کاذب، صبحِ صادق، زوال، سایۂ اصلی، ایک مثل، دو مثل، شفقِ احمر و ابیض وغیرہ کا جاننے والا، بلند آواز، خوش الحان، اذان کے کلمات صحیح ادا کرنے والا ہونا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے:

---

[1] مشکوۃ المصابیح، باب: التوکل والصبر :5312　ندیم

لیؤذن لکم خیار کم: **یعنی تم میں جو صالح ہو وہ اذان کہے۔** [ابو داود شریف: 1/94][ا]

اور 'فتاوی عالمگیری' میں ہے:

وینبغی أن یکون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقیاً عالماً بالسنة :یعنی

مؤذن عاقل، سمجھدار، نیک اور متقی، طریقۂ سنت سے واقف ہونا چاہیے۔ [1/53]

اور 'کبیری' میں ہے:

وأفاد هذا أن الأولی أن یتولی العلماء الأذان لأنه من باب الجماعة والدعاء إلیها فلا یفوّض إلی غیرهم علی مامرّ، وفی الخلاصة عن واقعات الأوز جندی: المؤذن إذا لم یکن عالما بالأوقات، لا یستحق ثواب المؤذنین، انتهی. [کبیری، ص:362، نور الایضاح، ص:45]

فی زماننا مؤذنوں میں یہ اوصاف مفقود ہیں، ارزاں اور کم سے کم تنخواہ والا مؤذن تلاش کیا جاتا ہے، خواہ اذان صحیح نہ پڑھ سکتا ہو، اذان کے کلمات کہیں دراز اور کہیں مختصر کر کے اذان کی روح ہی کو فنا کر دیتا ہو جس کی وجہ سے اعادہ ضروری ہو

[ا] **مکمل حدیث اس طرح ہے:** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اذان وہ دے جو تم میں سے بہتر (نیک وصالح) ہو، اور امامت وہ کرے جو تم میں اچھا قاری ہو۔ [ابوداود: 590] ندیم

جاتا ہو، مثلاً أَشْهَدُ کو اشدُ، حَيَّ عَلَى الصَّلوة کو حَيَّ لِلصَّلوٰة، یاحیَّا لَلصَّلوة، حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کو حی لَّلْفَلَاح یاحَیَّا لَلْفَلَاح، أللهُ کی جگہ آللهُ، أَكْبَر کی جگہ آكْبَر اور أَكبار، اوراسی طرح حیَّ میں بڑی ح کی جگہ چھوٹی ہ پڑھا جاتا ہے، اسی طرح اور بھی بہت سی غلطیاں کی جاتی ہیں۔

امام وغیرہ جاننے والے حضرات بھی اصلاح نہیں کرتے، اماموں پر اس کی بڑی ذمّے داری ہے، اذان صرف اعلان ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اذان عبادت بھی ہے، مہتم بالشان اسلامی شعار بھی ہے، اس کو اسی کے شایانِ شان طریقے سے ادا کیا جائے کہ اسلامی شان معلوم ہو اور سامعین کے قلوب متاثر اور متوجہ ہوں اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں، أن الأذان شعار الإسلام. [فتح الباری: 1/61] اور "فتح القدیر" میں ہے: لأن الأذان من أعلام الدين. [2/93] اذان دین کی علامتوں میں سے ہے۔ حق تعالیٰ متولیوں کو توفیق دے کہ اس کی اہمیت کو سمجھیں۔

مساجد کا نظام صحیح اور بہتر سے بہتر ہونے کا زیادہ تر دار و مدار عام طور پر متولیوں پر ہوتا ہے، اس لیے متولی بہت ہی باصلاحیت ہونا چاہیے اور اس کے لیے سب سے بہتر عالمِ باعمل شخص ہے، اگر ایسا متولی میسر نہ ہو سکے تو کم از کم دین دار، صوم وصلوة کا پابند، امانت دار، مسائلِ وقف کا جاننے والا، خوش اخلاق، منصف مزاج، علم دوست، اہلِ علم کی تعظیم وتکریم اور ان سے مشورہ کر کے کام کرنے والا،

دین اور اہلِ دین سے محبت اور دین کی فکر رکھنے والا ہونا چاہیے۔ اگر ایسا متولی ہوگا تو مندرجہ بالا اوصاف سے متصف امام ومؤذن تلاش کر کے ان کا تقرر کرے گا اور پھر ان کی صحیح قدر اور ان کو خدمت کرنے کا موقع فراہم کرے گا اور دینی کاموں کی انجام دہی میں ان کا معین ومددگار بنے گا۔

مندرجہ بالا اضافے کا مضمون احقر کے دردِ دل کی آواز ہے اور دیرینہ تمنا ہے اور یہ صرف پڑھنے پڑھانے کے لیے نہیں بلکہ عمل کے لیے ہے، اگر عمل کیا گیا تو ان شاء اللہ اس کی نورانیت اور اس کے برکات آپ خود دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مساجد کا نظام بہتر بنا دے اور ہر مسجد میں ایسے امام، مؤذن اور متولیوں کا تقرر ہو کہ جن سے مساجد کا نظام صحیح اور بہتر سے بہتر ہو اور مساجد سے مسلمانوں کو صحیح رہ نمائی مل سکے۔ و ما ذلک علی اللہ بعزیز، أللھم آمین بحرمة النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً. [8/215-228]اھ

❑❖❑

تجویز: مسلم پرسنل لا بورڈ

ائمۂ مساجد کے لیے سرکاری تنخواہوں کا مسئلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سپریم کورٹ کے فیصلے (متعلق رٹ: ۱۵/۷)
۱۹۹۱ء آل انڈیا امام آرگنائزیشن بہ نام یونین آف انڈیا اینڈ ادرس[۱] کو دوہری تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے، بورڈ یہ یقین رکھتا ہے کہ ائمہ کو سرکاری تنخواہ یافتہ ملازم کی حیثیت دینا نہ صرف ائمۂ مساجد کی دینی حیثیت اور ان کے مسلم معاشرے میں پروقار درجے کو مجروح کرے گا بلکہ مساجد کے اندرونی نظام میں سرکاری مداخلت کا دروازہ کھولے گا۔ بورڈ کا اجلاس مندرجۂ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کرتا ہے جو فیصلے اور اس کے مضمرات پر غور کرے گی اور اس سلسلے میں مساجد کے کردار پر پڑنے والے اثرات پر نظر رکھے گی اور ضروری اقدام کرے گی:
(۱) جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ صاحب (۲) جناب مولانا محمد سالم صاحب (۳) جناب غلام محمود بنات والا صاحب (۴) جناب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب (۵) جناب سید شہاب الدین صاحب (۶) جناب مولانا برہان الدین صاحب۔

Union of India & others[۱]

بورڈ کا یہ اجلاس اس موقع پر متولیان و منتظمینِ مساجد کو بھی مخاطب کرنا ضروری سمجھتا ہے اوران سے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہے کہ ائمۂ مساجد کی کفالت اور جو خدمت ان کی کی جاتی ہے اور جو وظیفہ انھیں دیا جاتا ہے وہ بہت کم ہے، مختلف دیگر کاموں پر روپے صرف کیے جاتے ہیں لیکن ائمہ کی معاشی ضرورت کو مناسب طور پر پورا کرنے کی طرف سے غفلت برتی جاتی ہے، اس لیے جملہ متولیانِ اوقاف اور مساجد کے منتظمین سے بورڈ کا یہ اجلاس پُرزور اپیل کرتا ہے کہ اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ترجیحی بنیادوں پر ائمہ کی بہتر سے بہتر کفالت کا نظم کریں۔

اس موقع پر بورڈ کا یہ اجلاس حضراتِ ائمۂ مساجد سے بھی اپیل کرتا ہے کہ ان کی حیثیت سرکاری نوکر اور ملازم کی نہیں بلکہ قوم کے مقتدا کی ہے، وہ حقیقت کو پہچانتے ہوئے ایسی کسی بھی پیش کش کو غیرتِ ایمانی کے ساتھ ردّ کریں جو ان کی اور مساجد کی حیثیت کو متاثر کرے۔[۱]

❑❖❑

[۱] تجویزِ اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، منعقدہ 9،10 اکتوبر، 1993ء، بہ مقام: جامعہ ہدایہ، جے پور، راجستھان　ندیم

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ کی مطبوعہ کاوشیں

[۱] قرآنیات (چھے علمی رسائل کا مجموعہ)

[۲] سیرتِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حقوق، حقائق اور تعلیمات

[۳] معارفِ دعوت وتبلیغ (معارف القرآن کی ۸ رجلدوں سے ماخوذ)

[۴] تعلیمِ اسلام (تعلیمِ بالغان کے لیے جامع نصاب)

[۵] مومن اور اسلامی سال (قمری مہینوں سے متعلق فضائل واحکام)

[۶] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ (تحقیق وتخریج)

[۷] خلع کا نظام (آیتِ خلع کی تفسیر اور ضروری احکام ومسائل)

[۸] ماہِ محمود یا رمضانیات (افادات: حضرت خانپوری مدظلہ)

[۹] اعتکاف: فضائل ومسائل اور تحقیقی مباحث

[۱۰] رسائلِ ابنِ یامین، جلد اول (دس علمی وفقہی رسائل)

[۱۱] رسائلِ ابنِ یامین، جلد دوم (بیس علمی وفقہی رسائل)

[۱۲] رسائلِ محمودیہ (دس علمی وفقہی رسائل)

[۱۳] اغلاط العوام فی باب الاحکام (تحقیق وتخریج)

[۱۴] نمازِ محمود (نماز کا مکمل مسنون طریقہ مع ضروری اذکار)

[۱۵] صومِ محمود (روزے کے احکام ومسائل)

[۱۶] شبِ محمود (شبِ براءت پر محقق رسالہ)

[۱۷] تراویح وتہجد: دو مختلف نمازیں (تحقیق وتخریج)

[۱۸] مکاتیبِ سعید (بہ نام حضرت خانپوری دامت برکاتہم)

[۱۹] مکاتیبِ رحیمیہ (بہ نام حضرت خانپوری دامت برکاتہم)

[۲۰] محمود المکاتیب، جلد اول

[۲۱] محمود المکاتیب، جلد دوم

[۲۲] رشحاتِ ندیم (دینی، سماجی، صحافتی مضامین کا مجموعہ)

[۲۳] رشحاتِ ابنِ یامین (دینی، سماجی، صحافتی مضامین کا مجموعہ)

[۲۴] دین ودنیا (دینی، سماجی، صحافتی مضامین کا مجموعہ)

[۲۵] قصائدِ قاسمی (تحقیق، تدوین، ترتیب)

[۲۶] رونق (پہلا شعری مجموعہ)

[۲۷] شعرِ فقیہ (دیوبند سے وابستہ ۱۹؍مفتیوں کی شاعری کا تذکرہ)

[۲۸] شائستہ تحریریں (تحقیقی وتنقیدی مقالات ومضامین کا مجموعہ)

[۲۹] ذوقِ ادب (تحقیقی وتنقیدی مقالات ومضامین کا مجموعہ)

[۳۰] ندیمِ عروض یا شعروں کی تقطیع کیسے کریں؟

[۳۱] اردو گرامر (ممبئی یونیورسٹی کے مجوزہ نصاب کے مطابق)

[۳۲] ادبی تحقیق: فن، روایت، طریق اور مسائل

[۳۳] آفریں (تین خاکے اور ایک سفرنامہ)

[۳۴] قطعاتِ مجذوبؔ (مجموعۂ قطعات خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ)

[۳۵] اردو کہاوتوں کے ادبی ولسانی پہلو

[۳۶] اردو کہاوتیں اور ان کے سماجی پہلو

Mufti Nadeem Ahmed Ansari
President & Mufti
Al Falah International Foundation
WhatsApp no. +91-9022278319
website: **www.afif.in**

دار الحمد کی دیگر مطبوعات

نمبر شمار	اسماءِ کتب
۱	القول المبين في ذكر المجاز والمجيزين (ثبت الشيخ العلامة عبد الله الكافودروي رحمه الله)
۲	إنسان العين في مشايخ الحرمين (حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
۳	منظومة عقود رسم المفتي (العلامة ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالىٰ)
۴	انوار المشکوٰۃ شرح المشکوٰۃ (۴؍جلدوں میں) (دروسِ مشکوٰۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)
۵	آسان درسِ قرآن (سورۂ فاتحہ، از سورۂ ناس تا سورۂ قدر) (جلد ۱) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۶	آسان درسِ قرآن (سورۂ علق تا سورۂ لیل) (جلد ۲) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۷	مقدمۂ درس بخاری (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۸	تقریرِ بخاری (۳؍جلدیں) (کتاب الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)

۹	درسِ ختمِ بخاری (۱۴/مجالسِ درسِ ختمِ بخاری کا مجموعہ) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۰	دعا ایسے مانگیں (اردو، گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۱	درسِ مسلسلات: چند اہم یادداشتیں (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۲	بیعت ہونے والوں کو ہدایات (اردو، گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۳	مختصر سوانح مشائخِ چشت (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۴	محمود المکاتیب (۲/جلدیں) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۵	مفتیانِ کرام سے رہنما خطاب (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۶	برما اور عالمی حالات (اردو+ گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۷	نصیحت گوش کن جانا...... (خطاب برائے فضلائے مدارس) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم)
۱۸	چالیس استغفار (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)

۱۹	چراغِ سہارنپور (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)
۲۰	بہارِ نبوت (جلد۱، ۲) (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر)
۲۱	اغلاط العوام فی باب الاحکام (افادات: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)
۲۲	تحفۂ ائمہ واساتذہ ومکاتب (حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۳	چند دن محدثین وفقہا کی بارگاہ میں (حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۴	محاضرات ڈابھیل (حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۵	مبادیِ مسلسلات (مفتی طاہر صاحب باکس والا ومولانا عبدالاحد صاحب فلاحی)
۲۶	ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ (گجراتی)
۲۷	استخارہ سنت کے مطابق کیجیے (گجراتی)
۲۸	سفر کی دعائیں؛ گھر سے گھر تک (گجراتی) (حاجی شکیل صاحب بمبئی دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۹	جدید معاملات کے شرعی احکام (مفتی احسان اللہ شائق صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۰	نقوشِ پا کی تلاش میں (حضرت مولانا عبدالمتین منیری صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۱	شادی کی پہلی رات؛ شریعت کی روشنی میں (مفتی محمود صاحب بارڈولوی حفظہ اللہ)
۳۲	علمی وعرفانی شہ پارے (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)

۳۳	آیئے نماز صحیح کریں! (اردو، گجراتی) (حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۴	تذکرہ حضرت مولانا مفتی سید مصلح الدین احمد صاحب بڑودی القاسمی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مولانا یونس صاحب بندۂ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ)
۳۵	قصیدۂ حب رسول (گجراتی) (حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

DARUL HAMD ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE

Opposite Lal Mahal, Nr. Chudgar Masjid

Sodagarwada, Surat - 395003

darulhamd2017@gmail.com

+91 70961 76961

+91 95378 60749

www.darulhamd.in